افادات
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف: مؤرخ اسلام مولانا قاضی اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

افادات
حسن بصریؒ

جس میں حضرت امام حسن بصریؒ کی مختصر سوانح، آپ کے ارشادات، مواعظ، نصائح، خطبات، مکاتیب اور زریں اقوال وکلمات تحقیق کے بعد جمع کئے گئے ہیں جو دورِ حاضر کے مسلمانوں کی دینی، دنیاوی، سیاسی، تمدنی، قومی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے مینارۂ ہدایت ہیں اور جن کی دورِ حاضر کے انسانوں کو سخت ضرورت ہے۔

مؤلف

مؤرخ اسلام مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ

فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002

نام کتاب

افادات حسن بصریؒ

از:

مؤرخ اسلام مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ

صفحات: ۷۰ قیمت: ۲۰/- روپئے

طبع اول: مارچ ۲۰۰۵ء

باهتمام
محمد ناصر خان

Name of the book
IFADAAT HASAN BASRI *RAH.*
by:
Maulana Qazi Athar Mubarakpuri *Rah.*
Ist Edition: **March, 2005**
Pages: 70 Price: **Rs. 20/-** Size: 23x36/16

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2
Phones: 23247075, 23289786, 23289159 Fax: 23279998 Res.: 23262486
E-mail: farid@ndf.vsnl.net.in Websites: faridexport.com, faridbook.com

Printed at: Farid Enterprises, Delhi-6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

زیر نظر رسالہ ''افادات حسن بصری'' مؤلفہ مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ نصف صدی سے زائد عرصہ ہو رہا ہے شائع ہوا تھا، اور اب نا پید ہے، اس میں حضرت امام حسن بصریؒ کی مختصر سوانح، آپ کے ارشادات، مواعظ، نصائح، خطبات، مکاتیب اور زریں اقوال وکلمات تحقیق کے بعد جمع کئے گئے ہیں جو دورِ حاضر کے مسلمانوں کی دینی، دنیاوی، سیاسی، تمدنی، قومی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے مینارۂ ہدایت ہیں اور جن کی دورِ حاضر کے انسانوں کو سخت ضرورت ہے۔

اس کی اہمیت جیسے نصف صدی پہلے تھی آج بھی ویسی ہے، بلکہ کچھ اور بڑھ گئی ہے، اس لئے اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

اس سے قبل بھی ہم محترم قاضی صاحبؒ کی متعدد کتابیں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر شائع کر چکے ہیں، جو قبول عام حاصل کر چکی ہیں، ہمارا ارادہ ہے کہ ہم قاضی صاحب کی تمام کتابیں عصر حاضر کے معیار کے مطابق شائع کریں، اللہ تعالیٰ ہمارے ارادوں اور عزائم میں برکت دے اور سابقہ کتب کی طرح اس کو بھی قبولیت عام سے نوازے۔

محمد ناصر خاں
مینجنگ ڈائرکٹر فرید بکڈپو دہلی
۲۰ رفروری ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ سید نا محمدٍ والہٖ و صحبہٖ اجمعین

''خلفائے راشدین کے خطبات ومکاتیب'' کی تالیف وترتیب کے سلسلہ میں مختلف اربابِ دین ودیانت کے مواعظ، نصائح اور مکاتب سامنے آئے، خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ جواہر ریزے چھوٹے چھوٹے رسالوں کی شکل میں یکجا کر دیئے جائیں تو سلف صالحین کے بے شمار بلند پایہ مضامین اور کارآمد نظریئے موجودہ دور کی رہنمائی کے لئے جمع ہو سکتے ہیں۔

ان میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال واشادات اس درجہ جاذبِ قلب ونگاہ ہوئے کہ اس سلسلہ کی ابتداء آپ ہی کی مقدس ذات سے ہو رہی ہے۔

آپ اجلۂ تابعین کرام میں امامت وسیادت کے مالک تھے۔ علم وفضل، زہد وفقر اور تقویٰ وطہارت میں جامعیت کے ساتھ ساتھ زورِ بیان، قوتِ تحریر اور فصاحت وبلاغت میں بھی فردِ واحد تھے۔

آپ کے ارشادات ومواعظ امت کے ہر طبقہ میں معروف ومقبول ہیں۔ علماء وصوفیاء، فقہاء ومحدثین، عوام اور خواص سب کے لئے آپ کی ذات مشعل راہ ہے اور اسلامی زندگی کے ہر گوشہ میں آپ کی نگاہِ دوررَس یکساں کام کرتی ہے، جیسا کہ آئندہ صفحات سے معلوم ہوگا۔

حیرت ہوتی ہے کہ ان گوشہ نشین اربابِ علم وفضل نے دین کے ساتھ ساتھ

دنیا کی بھی جن باریک حقیقتوں کی طرف اپنے اپنے زمانہ میں اشارہ کیا ہے وہ آج بھی اپنے اندر احتیاج کی کشش رکھتی ہیں۔ علم وفضل، دین ومذہب، اخلاق وتمدن اور سلطنت وسیاست غرض کہ اسلامی زندگی کا ہر شعبہ ابھی انھیں جرعہائے کہنہ کے لئے تشنہ لب ہے۔

اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں ذیل کی کتابوں سے کام لیا گیا ہے۔

(۱) سنن دارمی
(۲) جامع بیان العلم، حافظ ابن عبد البرؒ
(۳) الحسن البصری، ابن الجوزیؒ
(۴) البیان والتبیین، جاحظ
(۵) الکامل فی اللغۃ والادب، مبردؒ
(۶) وفیات الاعیان، ابن خلکانؒ
(۷) جمہرۃ خطب العرب
(۸) الجواب الکافی لابن قیمؒ

انشاء اللہ اس کے بعد خیر القرون کے دوسرے اکابر امت کے ارشادات ومواعظ بھی پیش کئے جائیں گے۔(۱) نفع اللہ بہا المسلمین

قاضی اطہر مبارکپوری

۸/ ذوقعدہ ۱۳۶۶ھ۔۲۱/ ستمبر ۱۹۴۷ء

☆☆☆☆☆☆☆

(۱) بعد میں دوسرے مشاغل کی وجہ سے یہ سلسلہ اسی رسالہ پر ختم ہوگیا۔

تعارف مؤلف

نجمِ مُنوّر قاضی اطہر مبارکپوریؒ

۱۹۹۶ء

از: مولانا محمد عثمان صاحب معروفیؒ

مورخ اسلام الحاج مولانا عبدالحفیظ صاحب قاضی اطہر مبارکپوری، محلہ حیدرآباد قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ میں ۴؍رجب ۱۳۳۴ھ ۷؍مئی ۱۹۱۶ء بروز یکشنبہ صبح پانچ بجے پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا مولانا احمد حسین رسولپوری متوفی ۱۳۵۹ھ نے عبدالحفیظ نام رکھا۔ مگر قاضی اطہر سے مشہور ہوئے۔ اطہر آپ کا تخلص ہے، جوانی میں کچھ دنوں خوب شاعری کی، برجستہ اشعار کہتے تھے، پھر شاعری چھوڑ دی۔ قاضی اسلئے کہے جاتے ہیں کہ آپ کے خاندان میں ایک عرصہ تک نیابتِ قضا کا عہدہ قائم رہا۔

خاندان

قاضی اطہر بن الحاج الشیخ محمد حسن متوفی ۱۳۹۸ھ ابن الحاج الشیخ لعل محمد بن الشیخ محمد رجب بن الشیخ محمد رضا ابن الشیخ امام بخش بن الشیخ علی الشہیدؒ شیخ علی کے اوپر کا حال نہیں ملتا البتہ شیخ محمد رجب سے شیخ علی شہید تک چار پشت نائب قاضی ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ ان نائب قاضیوں کا ایک ایک حلقہ متعین ہوتا تھا، اپنے اپنے حلقہ میں اقامت وامامت جمعہ وعیدین، پیش آمدہ وقتی مسائل، نکاح، طلاق، وراثت، اختلاف بین المسلمین کے قضایا وغیرہ کی انجام دہی نائب قاضیوں کے ذمہ ہوتی تھی،

نائب قاضیوں کو سندیں اور احکامات قاضی القضاۃ کی طرف سے بھیجے جاتے تھے۔

دار القضاء

انگریزوں کے آخری دور میں محکمہ قضاء ایک اعزازی محکمہ تھا۔ اس اطراف میں محمد آباد گوہنہ دار القضاء تھا، یہاں کے قاضی القضاۃ قاضی محمد سلیم بن محمد عطا جعفری مچھلی شہری متوفی ۱۲۶۶ھ، ربیع الآخر ۱۲۵۰ھ سے سولہ برس تک قاضی رہے، اعظم گڈھ مسجد دلال گھاٹ کے سامنے احاطہ میں ان کی قبر ہے، قاضی محمد سلیم سے پہلے قاضی محمد رؤف اور ان کے بعد قاضی محمد شاہ عالم محمد آباد گوہنہ کے قاضی رہے۔ ان تینوں قاضیوں کا زمانہ، قاضی اطہر صاحب کے جد اعلیٰ شیخ امام بخش کو ملا اور تینوں کی سند قضاء ان کو ملی، راقم الحروف نے قاضی محمد سلیم اور قاضی شاہ عالم کی سندیں قاضی اطہر صاحب کے مکان پر دیکھی ہیں۔ اسی طرح مولانا محمد طاہر صاحب معروفی بھی اپنے حلقہ میں قاضی محمد سلیم کے نائب القاضی تھے، قاضی سلیم کی ایک تحریر بنام مولانا محمد طاہر نائب القاضی ۱۷؍ربیع الآخر ۱۲۵۸ھ کی آپ کے خاندان میں محفوظ ہے۔ شیخ امام بخش نائب القاضی کا مکان راجہ مبارک شاہ کی مسجد سے متصل تھا، اس جامع مسجد کے امام بھی آپ ہی تھے۔

قصبہ مبارکپور

اس قصبہ کا نام پہلے قاسم آباد تھا، راجہ سید حامد شاہ مانک پوری شیخ حسام الدین مانک پوری متوفی ۸۵۳ھ کے خلیفہ تھے اور شاہان شرقیہ کے دور میں جونپور آکر رہنے لگے تھے۔ انھیں کی اولاد میں راجہ مبارک شاہ بن راجہ سید احمد شاہ بن راجہ سید نور شاہ بن راجہ سید حامد شاہ مانک پوریؒ دسویں صدی ہجری شہنشاہ ہمایوں کے دور ۹۳۷ھ تا ۹۶۳ھ میں یہاں آکر قاسم آباد کے کھنڈروں پر اپنے نام سے مبارک پور

قصبہ کی نئی تعمیر کی اپنے ہمراہ کڑا مانک پور سے ایک علمی، دینی اور روحانی خانوادہ کو لاکر مبارک پور میں بسایا جو قصبہ اور اطراف میں دینی امور کا معتمد و متولی بنا اور نیابت قضا کے منصب پر نسلاً بعد نسل فائز رہا، اسی علمی خانوادہ کے ایک روشن چراغ قاضی اطہر صاحب مبارکپوری تھے۔ اس خانوادہ کو راجہ مبارک شاہ اپنا جانشین مقرر کر کے کڑا مانک پور چلے گئے وہیں ۲؍شوال ۹۶۵ھ فوت ہوئے۔

(تذکرہ علماء مبارکپور۔ ماہنامہ البلاغ بمبئی شوال ۱۳۸۸ھ)

ننہال

قاضی جی کی والدہ کا نام حمیدہ بنت مولانا احمد حسین رسولپوریؒ ہے بڑی پابند صوم و صلوٰۃ تھیں، محلّہ کے بچوں کو پڑھاتی تھیں بچوں کو دینی کتابیں پڑھ کر سناتیں۔ قاضی جی کا دینی مزاج بنانے میں ان کو بڑا دخل تھا، ۱۳۵۲ھ میں فوت ہوئیں، جب قاضی جی اٹھارہ برس کے تھے، آپ کی اسی سالہ نانی رحیمہ بنت حافظ نظام الدین سریانویؒ بڑی عابدہ زاہدہ پابند اوراد و وظائف، پچاس برس تک اپنے مکان کو لوجہ اللہ مدرسہ بنا کر گاؤں بھر کے بچے بچیوں کو قرآن کریم اور کتب دینیہ کی تعلیم دیتی رہیں۔ ۲۶؍رمضان ۱۳۷۸ھ میں فوت ہوئیں۔ انھوں نے بھی قاضی جی کو دودھ پلایا تھا اور انتہائی محبت سے تربیت کی تھی۔ آپ کے نانا حکیم الحاج مولانا احمد حسین بن عبدالرحیم رسولپوریؒ ۱۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ جملہ علوم و فنون میں ماہر، عربی ادب کے صاحب دیوان شاعر، اعلیٰ مدرس و مفتی، بہترین مصنف، طبیب حاذق، عمدہ دواساز اور جلد ساز، زہد و تقویٰ کا نمونہ، ہمہ وقت کتب بینی یا کسی دوسرے عمل میں مصروف، ڈھاکہ میں طویل عرصہ تک صدارت تدریس کے منصب پر فائز، ہر ایک خط کے اعلیٰ خطاط و

خوشنویس، یتیموں کے مربی، ۲۶؍رجب ۱۳۵۹ھ میں رحلت کی اس وقت قاضی جی پچیس برس کے تھے، آپ نے نانا سے اور ان کی کتابوں سے بہت فیض حاصل کیا۔ آپ کے ماموں مولانا محمد یحییٰ بن مولانا احمد حسین رسولپوریؒ ۱۳۲۸ھ میں پیدا ہوئے، راقم کے استاد تھے، عربی ادب کے ماہر اور اچھے شاعر، جامع المنقول و المعقول ذی استعداد عالم، خاندانی طبیب حاذق، علم ہیئت و فلکیات کے امام، صاحب تصنیف و تالیف، مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور، پھر احیاء العلوم مبارکپور کے علیا کے استاد، نہایت سلیقہ شعار، بہترین جلد ساز، مستخرج دائمی اوقات صلوٰۃ، احیاء العلوم ہی میں بمرض سل ۱۱؍صفر ۱۳۸۷ھ کو فوت ہوئے۔ ''مولانا محمد یحییٰ مدرس امجد جامعہ احیاء العلوم مبارکپور'' سے احقر نے تاریخ رحلت برآمد کی ہے، قاضی جی نے اپنے ماموں کی مشفقانہ و مربیانہ توجہات سے بھی بہت استفادہ کیا ہے۔ آپ کے نانا کے بڑے بھائی حکیم الحاج المفتی مولانا عبدالعلیم بن عبدالرحیم متوفی ۱۳۴۱ھ صدر مدرس چشمۂ رحمت غازی پوری، طبیب حاذق، اعلیٰ درجہ کے خطاط، خود اعتماد، زبردست عالم دین، عظیم مصنف، صاحب فتاویٰ، مناظر جلیل۔ آپ کے لڑکے حکیم مفتی مولانا محمد شعیب ۱۳۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۸۵ھ میں رحلت کی چشمۂ رحمت غازی پور میں ۴۵؍برس مدرس، صدر مدرس اور مفتی شہر رہے، آپ کے تلامذہ میں مولانا عبیداللہ بلیاوی متوفی ۱۴۰۹ھ معتمد جماعت تبلیغ تھے، دوسرے لڑکے حکیم مولوی عبدالمجید بن مولانا عبدالعلیم متوفی ۱۳۸۳ھ بڑے ذاکر و شاغل تھے۔ تیسرے لڑکے مولانا عبدالباقی ایڈوکیٹ بن مولانا عبدالعلیم اعظم گڈھ میں وکالت کرتے رہے، ۱۹۴۷ء کے پہلے الیکشن میں ایم، ایل، اے ہوئے، وکالت پر مولویت غالب رہی قاضی جی کو ایسا علمی و دینی ننہال ملا

تھا، وہ خود لکھتے ہیں کہ درحقیقت میرا علمی سرمایہ ننہال کی دین ہے اور وہیں سے میں نے یہ دولت پائی ہے۔

تعلیم

قرآن کریم کی ابتدائی تعلیم گھر پر والدین سے پائی پھر مدرسہ احیاء العلوم میں منشی اخلاق احمد متوفی ۱۴۰۴ھ سے ریاضی پڑھی۔ کبوتر بازی کی وجہ سے ناغہ کرنے لگے تو والد محترم نے خوب مارا اور گھسیٹ کر مدرسہ لے گئے پھر باقاعدہ مدرسہ جانے لگے اور ایسا شوق ہوا کہ اردو کتابیں تلاش کر کے جمع کرنے لگے، مولانا نعمت اللہ مبارکپوریؒ متوفی ۱۳۹۲ھ سے فارسی پڑھی۔ اور نسخ و نستعلیق خطاطی سیکھی، مولانا مفتی محمد یٰسین صاحب مبارکپوری متوفی ۱۴۰۴ھ سے عربی کی اکثر کتابیں پڑھیں۔ مولانا شکر اللہ صاحب مبارکپوری متوفی ۱۳۶۱ھ سے منطق و فلسفہ کی کئی کتابیں پڑھیں منطق کی بعض کتابیں مولانا بشیر احمد مبارکپوری متوفی ۱۴۰۴ھ سے پڑھیں مولانا محمد عمر صاحب مبارکپوری متوفی ۱۴۱۵ھ سے جلالین وغیرہ پڑھی اور ماموں مولانا محمد یحییٰ رسولپوری متوفی ۱۳۸۷ھ سے عروض وقوافی اور ہیئت کے بعض اسباق پڑھے، نحو میر اور علم الصیغہ پڑھنے کے بعد قوت مطالعہ سے جمعہ کا خطبہ سمجھنے لگے، مقامات حریری پڑھنے کے بعد ایسی نظر پیدا ہوئی کہ درسی و غیر درسی کتابیں سمجھ میں آنے لگیں، آپ نے دورۂ حدیث کے علاوہ تمام کتابیں احیاء العلوم مبارکپور میں پڑھیں، ہمہ وقت درسی و غیر درسی کتب کے مطالعہ میں مصروف رہتے، پڑھنے کے وقت بعض کتابیں طلبہ کو پڑھانے بھی لگے تھے، ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء میں جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں جاکر دورہ حدیث پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ بخاری شریف، ابوداؤد، ابن

ماجہ، مولانا سید فخر الدین احمد صاحب متوفی ۱۳۹۲ھ (۱۹۷۲ء) سے ترمذی مولانا سید محمد میاں صاحب متوفی ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء سے اور مسلم شریف مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سنبھلیؒ سے پڑھی ۱۳۵۴ھ میں بھی صرف دو ماہ جامعہ قاسمیہ میں آپ رہے، اس وقت مولانا سید محمد میاں صاحب سے دیوان حماسہ باب اول اور مقامات زمخشری پڑھی ان کے خلوص وتوجہ نے بڑی حوصلہ مندی اور ہمت افزائی کی۔

شاعری

آپ ایک قادرالکلام اور برجستہ گو شاعر تھے، شاعری میں کوئی استاد نہ تھا، طلب علم ہی کے زمانہ میں آپ کی نظمیں ''الفرقان'' بریلی ۱۳۵۷ھ رسالہ ''قائد'' مرادآباد ۱۳۵۷ھ میں شائع ہونے لگیں، بعد میں لاہور کے اخبار'' زمزم'' اخبار ''مسلمان'' اخبار ''کوثر'' وغیرہ میں بکثرت اشعار چھپے اور یہی بسلسلہ صحافت امرتسر لاہور اور بمبئی لے جانے کے سبب بنے، شاہنامہ کے طرز پر اصحاب صفہ کے نام سے ایک منظوم رسالہ ۲۲۵، اشعار پر مشتمل لکھا جسے ۱۳۵۹ھ میں شباب کمپنی بمبئی نے طبع کرنے کیلئے لیا مگر گم کردیا، بعد میں جب حالات نے آپ کو صحافی اور مصنف بنادیا تو شاعری ترک کردی۔

مضمون نگاری

ابتدائی عربی درجہ میں ابھی پڑھ رہے تھے کہ مضمون نگاری شروع کردی، پہلا مضمون بعنوان ''مساوات'' رسالہ ''مومن'' بدایوں ۱۳۵۳ھ میں طبع ہوا۔ احیاء العلوم میں جمعیۃ الطلبہ قائم ہوئی جس کا ماہوار قلمی رسالہ ''الاحیاء'' جاری ہوا، اس کے مدیر آپ بنائے گئے۔ انجمن میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں اور علمی و ادبی رسائل و اخبارات منگائے گئے ان سب کا بالاستیعاب آپ نے مطالعہ کیا، پھر کئی مضامین

رسالہ "پیام تعلیم" دہلی، اخبار الجمعیۃ دہلی، رسالہ "مومن" بدایوں، ہفتہ وار "العدل" "گوجرانوالہ، پنجاب میں چھپے، پھر مستقلا رسالہ "قائد" مرادآباد میں چھپنے لگے ایک بار مضمون نگار کا نام مولانا قاضی عبدالحفیظ صاحب اطہر مبارکپوری فاضل دیوبند لکھ کر آیا تو آپ نے جوابا لکھا کہ میں ابھی طالب علم ہوں۔ہدایہ وغیرہ پڑھتا ہوں، بعد میں آپ کے مضامین ملک کے معیاری مجلات ورسائل ماہنامہ "معارف" اعظم گڈھ "برہان" دہلی، ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند وغیرہ میں چھپنے لگے یہاں تک کہ بعض رسائل کی مجلس ادارت میں آپ شامل کر لئے گئے، ماہنامہ "البلاغ" بمبئی کے عرصہ دراز تک مدیر تحریر رہے اخیر عمر میں آپ کی زیر سرپرستی ماہنامہ "انوارالعلوم" جہانا گنج جنوری ۱۹۹۶ء سے جاری ہوا۔

صحافت

صحافت اور اخبار نویسی میں آپ کی عمر کا بیشتر حصہ صرف ہوا۔اس سلسلہ میں پہلے امرتسر گئے پھر لاہور جا کر اخبار "زمزم" کے کالموں کو مزین کیا، تقسیم ہند کے بعد لاہور چھوڑنا پڑا تو بہرائچ جا کر "انصار" میں کام کیا۔اس کے بعد بمبئی گئے تو اخبار "انقلاب" کے کالموں کو سجایا اور ماہنامہ "البلاغ" کی ادارت سنبھالی اور اخیر میں شیخ الہند اکیڈمی دیوبند کے نگراں مقرر ہوئے اس اکیڈمی سے آپ کی چند کتابیں شائع ہوئیں۔صحافت کے دوران کسی نہ کسی درجہ میں تدریسی وتصنیفی مشغلہ بھی جاری رکھا۔

تدریس

ابھی آپ عربی درجات میں پڑھ رہے تھے کہ طلبہ کو بعض کتابوں کا درس

دینے لگے، فراغت کو بعد احیاء العلوم مبارکپور میں درس دیا۔یہیں احقر نے ۱۳۶۶ھ میں آپ سے مقامات حریری پڑھی، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں کچھ دنوں تک استاذ الادب والتاریخ تھے جبکہ وہاں شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار صاحب معروفی متوفی ۱۴۰۹ھ اور مولانا اسلام الحق صاحب کوپا گنجی، متوفی ۱۳۹۲ھ بھی مدرس تھے۔ممبئی میں بھی آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔دیوبند سال میں چند مرتبہ، دو، دو ہفتہ کیلئے جاتے تھے تو طلبۂ دارالعلوم آپ سے کوئی نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے، احقر محرم ۱۴۱۱ھ میں دیوبند گیا تو مہمان خانہ کے ایک کمرہ میں طلبہ کو پڑھاتے ہوئے دیکھا، درس وتدریس میں آپ روحانی سکون پاتے تھے۔مبارک پور میں الجامعة الحجازیه قائم کیا جس کے بانی ومہتمم آپ ہی تھے۔

وعظ وخطابت

اصلاحی تحریکات، دینی اجلاس، سیاسی اسٹیج اور مدارس اسلامیہ کے جلسوں میں سیر حاصل تقریریں کیا کرتے تھے۔جلدی جلدی بولتے تھے۔آواز بھی پست تھی اس لئے بعض الفاظ دب جاتے تھے۔مگر بیان مؤثر اور دلنشیں ہوتا تھا، تقسیم سے پہلے جمعیۃ العلماء کے اسٹیج سے انگریزوں کے خلاف بہت گرم تقریریں کیا کرتے تھے۔

تصنیف وتالیف

ا۔ تصنیفی وتالیفی کارنامے نے آپ کی شہرت ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عالم اسلام میں پھیلا دی۔آپ کے علمی مقام کی بلندیوں کی طرف سر اٹھانے میں بڑے بڑے اہل علم کی ٹوپیاں گر جاتی ہیں، متعلمی کے دور ہی میں پانچ کتابیں لکھیں، فراغت کے چار سال پہلے ۱۳۵۵ھ میں سب سے پہلی کتاب عربی زبان میں قصیدہ بانت

سعاد کی شرح **خیر الزاد فی شرح بانت سعاد** لکھی، جو غیر مطبوعہ آپ کے کتب خانہ میں ہے۔

۲۔ دوسری کتاب بھی عربی میں **مرآۃ العلم** نامی لکھی جو غیر مطبوعہ موجود ہے۔

۳۔ **ائمہ اربعہ** کے نام سے ایک مختصر جامع کتاب لکھی جسے شائع کرنے کیلئے سلطان کمپنی ممبئی نے لیا پھر اس کا مالک پاکستان چلا گیا۔ اس کا مسودہ بھی گم ہوگیا۔ بعد میں اسے دوبارہ لکھا جسے شیخ الہند اکیڈمی نے شائع کیا۔

۴۔ صحابیات کے سبق آموز واقعات **الصالحات** کے نام سے مرتب کیا، ملک دین محمد کشمیری بازار لاہور کو چھاپنے کو دیا۔ اسکا مسودہ بھی گم ہوگیا۔

۵۔ **اصحاب صفہ** کے نام سے ایک منظوم کتاب لکھی، شباب کمپنی ممبئی نے اسے بھی ضائع کردیا، یہ پانچ کتابیں پڑھنے کے زمانہ میں لکھیں۔

۶۔ **رجال السند والهند** (عربی)

۷۔ **العقد الثمین** فی فتوح الہند ومن ورد فیھا من الصحابۃ والتابعین (عربی)

۸۔ شرح وتعلیق **جواهر الاصول** فی علم حدیث الرسول (عربی)

۹۔ **الهند فی عهد العباسین** (عربی)

۱۰۔ **عرب وہند عہد رسالت میں**، اس کا عربی میں ترجمہ کرکے **العرب والهند فی عهد الرسالة** کے نام سے مصر کے مشہور عالم عبدالعزیز عبد الجلیل عزت نے شائع کیا۔

۱۱۔ **ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں**، ڈاکٹر عبدالعزیز عزت مصری نے اس کا بھی عربی میں ترجمہ کرکے **الحکومات العربیة فی الهند** کے نام سے طبع کیا ۶، ۷، ۸، ۹ کتابیں بھی مصر میں طبع ہوکر عالم اسلام، اور بلاد یورپ میں پہونچیں۔

۱۲۔ اسلامی ہند کی عظمت رفتہ

۱۳۔ خلافت راشدہ اور ہندوستان

۱۴۔ خلافت بنی امیہ اور ہندوستان

۱۵۔ مآثر ومعارف

۱۶۔ تعلیمی وتبلیغی سرگرمیاں عہد سلف میں

۱۷۔ علی وحسین

۱۸۔ اسلامی نظام زندگی

۱۹۔ مسلمان

۲۰۔ طبقات الحجاج

۲۱۔ حج کے بعد

۲۲۔ معارف القرآن

۲۳۔ افادات حسن بصریؒ

۲۴۔ تذکرۂ علماء مبارک پور

۲۵۔ ائمہ اربعہ

۲۶۔ بنات الاسلام

۲۷۔ خیر القرون کی درسگاہیں

۲۸۔ خلافت عباسیہ اور ہندوستان

۲۹۔ تدوین سیر ومغازی

۳۰۔ اسلامی شادی

پاکستان میں

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ آپ کی پانچ کتابیں مصر میں طبع ہوئیں۔اسی طرح پاکستان کے نیم سرکاری ادارہ تنظیم فکر ونظر سندھ نے ۱۹۸۶ء میں آپ کی پانچ کتابیں اعلیٰ پیمانہ پر شائع کر کے ان کی افتتاحی تقریب میں آپ کو بلایا، زیر صدارت وزیر اعلیٰ سندھ عظیم الشان اجلاس ہوا، پاکستان کے بڑے بڑے دانشوروں اور ریسرچ اسکالروں نے آپ کی علمی وتحقیقی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو "محسن سندھ" کے خطاب سے نوازا۔آپ پاکستان کی علمی و دینی تقریبات میں بار بار شریک ہو چکے ہیں، صدر پاکستان نے بھی آپ کی علمی خدمات کا اعتراف تحائف و ہدایا کے ساتھ کیا، اس وقت آپ کی تصنیف ہند و پاک اور ممالک عرب کے تعلقات کے سلسلہ میں مستند ماخذ ہیں جن کے حوالے دیے جاتے ہیں۔

حکومت ہند کا اعزاز

۱۶؍مارچ ۱۹۸۵ء میں حکومت ہند کی طرف سے صدر جمہوریہ گیانی ذیل سنگھ نے آپ کی علمی وتاریخی تصانیف پر اعزازی ایوارڈ عطا کیا۔احقر نے اس کی منظوم تاریخ لکھ کر آپ کو بھیج دی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم المجید المتین ۱۴۰۵ھ ۔۔۔ بخشن زیبا قاضی اطہر مبارک پوری ۱۹۸۵ء

قاضی اطہر تو اک بحر ہے بیکراں! ۔۔۔ تیری خدمات علمی بروں از بیاں
اھل علم وحکومت کو تسلیم ہیں! ۔۔۔ تیری تصنیف وتالیف کی خوبیاں
تیرا موضوع ہندوعرب رابطہ ۔۔۔ تو مؤرخ ہے اسلام کا نوجواں!
ہو مبارک حکومت کا ایوارڈ ۔۔۔ تمغہء علم وعزت کا روشن نشاں

جشن ایوارڈ کا لکھ دے عثمان سنہ ۔۔۔ وسعت کلک کا تو ہے سیل رواں
۱۴۰۵ھ

کتب خانہ قاضی

آپ نے لکھا ہے کہ "تحصیل علم کی ذہن کا یہ حال تھا کہ جامع ازہر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا سودا ہر وقت سر میں سمایا رہتا تھا، بعد میں بھی یہ آرزو باقی رہی مگر میں نے اپنے ذوق وشوق کی بدولت ناکامی کو کامیابی سے یوں بدل دیا کہ اپنے گھر اور مدرسہ کو جامع ازہر، جامع زیتون، جامع قرطبہ، مدرسہ نظامیہ مدرسہ مستنصریہ بنالیا، ہر وقت بغداد و بخارا، اندلس وغرناطہ، اور عالم اسلام کی قدیم مشہور درسگاہیں اور ان کے اساتذہ وتلامذہ کے مناظر سامنے رہتے تھے اور میں ان کے حسنات و برکات سے مستفیض ہوتا رہتا تھا" چنانچہ اردو پڑھنے کے وقت سے ہی آپ نے کتابوں کی فراہمی شروع کردی، خود لکھتے ہیں کہ کتابوں کے ذوق وشوق کی وجہ سے بعد میں میرے پاس امہات کتب کا ایک عظیم الشان ذاتی کتب خانہ بن گیا۔جس میں عربی زبان کی نادر ونایاب مطبوعات ومخطوطات کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ اب اس کے رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی ہے۔اسی کتب خانہ میں بیٹھ کر آپ نے وہ شاہکار تصنیفی کام کیا جو دنیا کے سامنے نمایاں ہے، قلمی کتابوں میں بہت سی کتابیں خود آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔احقر نے آپ کے کتب خانہ کی بعض کتابوں، طبقات ابن سعد وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

تنگی وفراخی

آپ کی ابتدائی زندگی نہایت عسرت وتنگی میں گزری، ابھی آپ اٹھارہ برس

کے تھے۔کافیہ پڑھ رہے تھے کہ والدہ محترمہ رحلت کرگئیں، تین بھائی ایک بہن میں بڑے آپ ہی تھے۔کسب معاش میں والد محترم باہر جانے لگے، بات یہ ہونے لگی کہ آپ کی تعلیم بند کرکے ذریعہ معاش میں آپ کو بھی لگایا جائے مگر آپ نے بڑے عزم و استقلال سے تعلیم بھی جاری رکھی اور خانگی امور بھی خوب جانفشانی سے انجام دیئے۔ کتابوں کی فراہمی کیلئے جلد سازی شروع کردی، تجلید کا سامان پاپیادہ شہر اعظم گڈھ سے لاتے، آمدورفت بارہ میل کی مسافت چند گھنٹوں میں طے کرلیتے، اس طرح پیسہ جمع کرکے آہستہ آہستہ کتابیں خریدیں، اسی تنگدستی کی وجہ سے تحصیل علم کے لئے باہر نہ جاسکے، دورہ حدیث کے لئے صرف ایک سال ۱۳۵۹ھ میں مرادآباد گئے تو پورے سال میں صرف پچاس روپئے گھر کے خرچ کئے۔اسی عسرت بھری زندگی میں عمر کا بیشتر حصہ گزرا، صحافت واخبار نویسی کو ذریعہ معاش بنا کر علمی وتحقیقی تصنیف وتالیف کرتے رہے، پھر خدا نے فراخی بخشی کئی حج کئے اور قصبہ میں صاحب ثروت وحیثیت شمار ہونے لگے۔

ضعف بصر

بچپن میں آپ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے۔نگاہ کمزور ہوگئی، چشمہ لگانے کے عادی ہوگئے۔کتب بینی نہایت کثرت سے کیا کرتے تھے، کتاب نظر کے بالکل قریب کرکے پڑھتے تھے، آپ کے چشمہ کا پاور بھی بہت زیادہ ہوتا تھا، باوجود ان دشواریوں کے لکھنے پڑھنے میں کوئی کمی نہیں کی۔

خوش خلقی وسادگی

آپ ہر شخص سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے، ہر چھوٹے بڑے سے اس

کے مرتبہ کے مطابق پیش آتے، وقت ناوقت جب بھی کوئی آپ کے مکان پہ جاتا فوراً چائے ناشتہ اس کے سامنے پیش کرتے، اور تاکید کرتے کہ کھانا میرے ساتھ کھائیں۔ ہمیشہ سادگی کے ساتھ صفائی وستھرائی کا خیال رکھتے، کتابیں اور ہر ایک سامان نہایت ترتیب اور سلیقہ سے رکھتے۔

دائرہ ملیہ

آپ نے تصنیف وتالیف کے لئے مبارکپور میں ایک ادارہ بنام دائرہ ملیہ قائم کیا، اس ادارہ سے آپ کی چند کتابیں شائع ہوئیں، ندوۃ المصنفین دہلی اور شیخ الہند اکیڈمی دیوبند نے بھی آپ کی کئی کتابیں شائع کیں، مصر سے بھی پانچ کتابیں آپ کی طبع ہوئیں۔طبقات الحجاج وغیرہ کئی کتابیں بمبئی سے شائع ہوئیں۔

جمعیۃ علماء

جمعیۃ علماء ہند سے ہمیشہ آپ کا گہرا تعلق رہا، جمعیۃ علماء مہاراشٹر کے نیز ریاستی دینی تعلیمی بورڈ کے صدر رہے، اکابر دارالعلوم دیوبند سے ہمیشہ گہرا رابطہ رکھا۔

مرض الوفات

ناک کے اندر کوئی زخم تھا۔اعظم گڈھ میں اس کا آپریشن کرایا، کافی مقدار میں خون نکلا، ضعف بہت بڑھ گیا، بخار آتا جاتا رہا، علاج جاری تھا، غالباً جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ، پھر ۹ رشعبان کو، اس کے بعد ۲۲ رمحرم ۱۴۱۷ھ کو احقر آپ سے ملنے کیلئے حاضر ہوا، ہر بار پورے نشاط سے دیر تک باتیں کیں، الماری سے کئی کتابیں نکال کر دکھائیں، میں نے عرض کیا کہ اب میں آپ کی سوانح مرتب کروں گا؟ فرمایا کہ میرے حالات کچھ لکھے ہوئے ہیں۔لیکن مصر وغیرہ کے میرے نام عربی میں کئی

اہم خطوط ہیں، ان کو مرتب کرنا ہے۔ میں جوں ہی کچھ صحتمند ہوا، ان کو مرتب کرنے کیلئے خط لکھ کر چند روز کے لئے تم کو مبارکپور بلاؤں گا، میں نے ''سیرت الرسول'' نامی ایک کتاب مرتب کی ہے، اس پر تقریظ لکھنے کی درخواست کی، کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوئے، تقریظ لکھنے کا وعدہ کیا، میں نے اس کی یاددہانی کا ایک خط لکھا تو اس کے جواب میں ۲۴؍رمضان ۱۴۱۶ھ کو آپ کا مکتوب موصول ہوا۔

''عزیز گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

کئی دن سے سوچ رہا تھا کہ آپ سے وعدہ کیا ہے، اس کو کیسے پورا کروں، اسی درمیان میں پرسوں آپ کا خط ملا، افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ اب تک میں لکھنے پڑھنے کے لائق نہیں ہوسکا ہوں، اس لئے اب کے بار آپ کی کتاب پر کچھ لکھنے سے معذور رہوں، حالانکہ اس پر کچھ لکھنا سعادت مندی کی بات تھی۔ میری صحت کیلئے دعاء کی درخواست ہے۔ والسلام

قاضی اطہر مبارکپوری

وفات حسرت آیات

یکشنبہ ۲۷؍صفر ۱۴۱۷ھ ۱۴؍جولائی ۱۹۹۶ء کا دن گزار کر شب میں دس بجے جوارِ رحمت میں پہنچے دوسرے روز دوشنبہ کو ۳؍بجے دن میں میں مفتی ابوالقاسم صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنارس ورکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے نماز جنازہ پڑھائی، بنارس، جونپور، اعظم گڈھ، مئو، غازیپور، گورکھپور، وغیرہ کے علماء کرام وفضلاء عظام کے عظیم مجمع میں نماز جنازہ اور تدفین عمل میں آئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا اسم گرامی حسن اور کنیت ابوسعید ہے۔ والد ماجد کا نام یسارؒ اور کنیت ابوالحسن ہے۔ یسار حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ والدہ خیرہؒ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔

آپ کی ولادت حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں دارالخلافہ مدینہ منورہ کے اندر ہوئی۔

آپ کی والدہ جب کسی کام میں مصروف رہتیں تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو دودھ پلاکر رونے سے خاموش کرتی تھیں۔ حضرت ام المومنینؓ کے چند قطرے دودھ نے یہ برکت دکھائی کہ آپ علم وفن، زہد وتصوف، عبادت وتقویٰ میں ''سید التابعین'' کے مرتبے کو پہونچے، اور حکمت وموعظت، فصاحت وبلاغت میں مشہور زمانہ ہوئے۔

غور تو کرو! کہاں غلام زادہ اور کہاں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کا شیر مبارک، یہ شرف امت کے کسی دوسرے انسان کو نصیب نہیں ہوا اس سے حسن بصری کی شخصیت کا اندازہ لگاؤ۔

آپ کی نشو ونما خالص عربی دیہات ''وادی القریٰ'' میں ہوئی، جہاں سے آپ نے فصاحت اور زبان دانی کے اسرار واطوار معلوم کئے۔ آپ کے وقت میں اہل بصرہ میں آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی شخص نہ تھا، قد مبارک پست تھا۔

فقہ میں اہل سنت کے چاروں اماموں سے پہلے دوسری صدی ہجری تک آپ کا مستقل فقہی مسلک دنیا میں رائج تھا اور خیر القرون کے مسلمان تشریعی قوانین اور دین کے فروعی احکام میں آپ کو اپنا امام ومقتدا تسلیم کرتے تھے۔ علامہ ابن جوزی ''مناقب امام احمد'' میں لکھتے ہیں کہ ''میں نے تابعین اوران کے بعد کے علماء پر گہری نظر ڈالی کہ علم اور عمل دونوں میں مکمل ترین انسان کتنے ہیں تو مجھے صرف تین ہستیاں ایسی میں ملیں جن کے علم وعمل پر حرف نہیں رکھا جاسکتا۔ حسن بصریؒ، سفیان ثوریؒ اور احمد بن حنبلؒ۔

آپ کی ذات اقدس صفات علم وعمل کی جامع تھی۔ تابعین میں آپ کا مقام بہت بلند مانا گیا ہے۔ وعظ ونصیحت میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ بلاغت وفصاحت میں اپنی مثال آپ تھے، آپ کا وعظ ہر طبقہ میں مقبول تھا۔ عوام، سلاطین، عاملین وغیرہ آپ کو اپنے مکان پر بلا کر وعظ کہلاتے اور بڑے غور سے سنتے، اکثر لوگ آپ کے پاس خط لکھتے کہ فلاں معاملہ میں اپنے خیالات سے مطلع فرمائیے۔ ارباب سلطنت آپ کے نصائح سن کر بے اختیار رودیتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بارہا آپ سے ہدایت نامے لکھوائے۔ ابن ہبیرہ اور نضر بن عمرو وغیرہ نے اکثر اپنے دربار میں بلا کر آپ کے نصائح سنے، حجاج بن یوسف ثقفی جیسے سخت دل اور سفاک وظالم گورنر نے اپنے نئے محل کا افتتاح آپ کی صداقت آمیز کھری کھری تقریر سے کرایا۔ آپ کے جچے تلے جملے تیر ونشتر کا کام کرتے تھے۔

مقبولیت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوجاتا ہے کہ جب آپ کی وفات

ہوئی اور جنازہ مبارک نکلا تو تمام اہل بصرہ آپ کے جنازے میں شریک ہوئے، اور اس روز جامع بصرہ میں نماز عصر تک نہ ہوسکی، کیونکہ تمام لوگ آپ کے جنازے میں چلے گئے تھے۔ شہر میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ تھا۔ جب سے بصرہ آباد کیا گیا کبھی جامع بصرہ میں نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی تھی۔ بصرہ کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا۔

حضرت حسن بصریؒ کے وصال سے پہلے ایک شخص نے حضرت ابن سیرینؒ سے جو فن تعبیر کے امام تھے، بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے، کہ بصرہ کی مسجد میں ایک چڑیا آئی اور ایک خوبصورت کنکری لے کر اڑ گئی، ابن سیرین نے کہا اگر تیرا خواب صحیح ہے تو اس کی تعبیر حسن بصری کی موت نظر آتی ہے۔ چنانچہ چند ہی دن کے بعد رجب ۱۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔

(وفیات الاعیان لابن خلکان وغیرہ)

☆☆☆☆☆☆☆

خطباتِ بصری

غیر اسلامی زندگی کا نتیجہ رُسوائی ہے

اسلامی زندگی ایک ضابطۂ خداوندی ہے

☆☆☆☆☆☆☆

حیاتِ جاودانی پر حیاتِ فانی کی ترجیح مسلمانوں کی قومی ذلت ہے:

دارِ فانی کی دلفریبیوں اور ظاہری عیش پرستیوں کے باعث دارِ باقی اور حیاتِ جاودانی سے تمہاری لاپروائی عام ہو چکی ہے، دنیا کے مکروہات میں پھنس کر تم نے جنت نعیم سے عموماً غفلت برتی ہے۔ خدا کی قسم اسی چیز نے دنیا میں مسلمان قوم کو ذلیل و رُسوا کر دیا ہے، اور اسی چیز نے ان کے جسم سے لباسِ محاسن کو چاک کر کے معائب کو ظاہر کر دیا ہے۔ کیونکہ غیر فانی زندگی پر فانی زندگی کو ترجیح دینے کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

بخل و سخاوت کا غیر اسلامی معیار

تم اپنی نفسانی شہوتوں اور دنیاوی لذتوں کے لئے دین اسلام جیسی متاعِ عزیز کو بے دریغ ضائع کر رہے ہو، اور جہاں تک خدا کے حق کے تقاضوں کا تعلق ہے تم اپنے بے وقعت مال سے ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کیلئے تیار نہیں، اگر تمہاری سخاوت اور بخل کا یہی معیار رہا تو عنقریب اس کے نتائج تمہارے سامنے آجائیں گے۔

جماعت انسانی کے تین طبقے۔ مسلم، کافر اور منافق

عبرت اور سبق آموزی کے لئے انسانی زندگی کے مختلف مظاہر تمہارے

سامنے ہیں۔ دیکھو دنیا میں انسان تین قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ مومن، کافر اور منافق۔

ایک مومن کی زندگی یہ ہے کہ اس کے منہ میں خوفِ خدا نے لگام لگا رکھی ہے اور خدا کے دربار میں پیشی اور اعمال کی جزا و سزا کے تصور نے اس کی چال ڈھال میں استقامت پیدا کی ہے۔

کافر کی زندگی سراسر کجروی کی زندگی ہے، جسے صرف تلوار سے سیدھا کیا جا سکتا ہے، اسے ایک جگہ قرار نہیں۔ اس کی سرکشی جزیہ اور تاوان سے مسخر ہوتی ہے اور اس کا بخل و جمود ٹیکس ہی سے ٹوٹتا ہے۔

منافق کا کوئی معیارِ حیات نہیں، کوئی مقصدِ زندگی نہیں اور کوئی لائحۂ عمل نہیں، وہ تو مختلف بلوں اور متضاد راستوں میں رہتے ہیں، وہ اپنی زندگی کے جس پہلو کو ظاہر کرتے ہیں باطن کے خلاف ہوتا ہے اور جس پہلو کو چھپاتے ہیں، ظاہر کے برعکس ہوتا ہے، ان کے ظاہر و باطن اور قول و عمل میں کوئی ہم آہنگی نہیں ہوتی۔

تمہارے لئے عبرت کا مقام ہے کہ آج وہ کھلم کھلا اپنے خبیث اعمال سے رب کی نافرمانی کر رہے ہیں اور تم بیٹھے دیکھتے ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی زندگی کا معیار قرآن ہے

اصلاحِ نفس، اصلاحِ اقارب اور اصلاحِ جیران

اسلامی زندگی برکات خداوندی کی مستحق ھے، احتساب کاکامیاب طریقه کیا ھے؟

خدا کے دربارِ فضل و کرم سے ایسا شخص یقیناً مستحق رحم و کرم ہے جو خلوت میں

4

بیٹھ کر کتاب اللہ کے معیار پر اپنی زندگی کو پرکھتا ہے اگر اس کی زندگی کتاب اللہ کے عین مطابق ہوتی ہے تو اپنے پروردگار کی جناب میں نہایت اخلاص کے ساتھ حمد و شکر کرتا ہے اور آئندہ اس کے لئے مزید توفیق و ترقی کی دعا کرتا ہے اور اگر خدانخواستہ اس کی زندگی قرآنی معیار کے خلاف ہے تو اپنے نفس کو سخت ملامت کرتا ہے۔ اسے معتوب قرار دیتا ہے۔ غیر قرآنی زندگی کے گزشتہ اعمال و کردار پر توبہ و استغفار کرتا ہے اور آئندہ زندگی کو سراسر قرآنی زندگی بنانے کے لئے فوراً رجوع الی الحق کرتا ہے۔

دعوت اصلاح موجب برکات وفضائل ہے اگر تم نے اپنے پڑوسی کو اسلام کا شیدائی نہ بنایا تو کچھ نہیں کیا۔

ایسا شخص بھی مستحق رحمت ہے جو اپنی اصلاح و استقامت کے بعد اپنے خاندان کو حق و صداقت اور اصلاح و استقامت کا وعظ سناتا ہے اور کہتا ہے:

"اے میرے خاندان والو! نماز اور زکوٰۃ پر سختی سے توجہ کرو، اپنے بھائیوں اور محلہ کے پڑوسیوں کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھو، اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو۔ انہی باتوں سے تم خدا کے فضل کے مستحق ٹھہرو گے۔"

اسی بات پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف و توصیف کرتا ہے: وكان يأمر أهله بالصلوٰة والزكوٰة و كان عند ربه مرضياً،

وہ اپنے خاندان کو نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے وہ اپنے رب کے پسندیدہ بندے تھے

لوگو! تمہارے اسلام و ایمان کا کیا اعتبار؟ جبکہ تم اس میں اتنی کشش بھی پیدا نہ کر سکے کہ تمہارے پڑوسی تمہاری وجہ سے اسلام قبول کر لیں، حقیقی اسلام ایک ایسی شمع کے مانند ہے جو جہاں بھی روشن ہو جاتی ہے بے شمار پروانے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

اصلاحِ نفس کا مؤثر طریقہ

غیر سے پہلے اپنے عیوب کا جائزہ لینا چاہئے

☆☆☆☆☆☆☆

حقیقی ایمان اپنے نقائص پر نگاہ کرتا ہے

اس وقت تک ایمان کی حقیقی لذت سے آدمی نا آشنا رہتا ہے جب تک کہ وہ لوگوں میں ایسے عیوب تلاش کرتا رہے جو خود اس کے اندر موجود ہیں۔ حقیقی مومن وہی ہے جو پہلے اپنے عیوب کی اصلاح کرے پھر دوسروں کی اصلاح کے درپے ہو، ایسا کرنے والا جب اپنے ایک عیب کی اصلاح کرے گا تو فوراً اسے اپنا ہی دوسرا عیب نظر آ جائے گا جس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہوگا، جب اصلاحِ نفس کی اس شکل پر عمل کرنے لگے گا تو دیکھے گا کہ اس کے اندر ایسے معائب بے شمار موجود ہیں جن کی اصلاح دوسروں پر مقدم ہے، اس طرح پورے طور سے اس کی ظاہری و باطنی درستگی ہو جائے گی، اور اسلام و ایمان کی حقیقی لذت محسوس ہونے لگے گی۔

نیکی اور بدی کا معیار "وزن" ہے

جب تم اچھائیوں اور برائیوں پر نظر کرو اور اپنے اعمال و کردار کا جائزہ لو تو ان کو نیک اور بد ہونے کے وزن سے تولو، اس معیارِ احتساب کے مطابق اپنے کسی معمولی نیک عمل کو حقیر ہرگز نہ سمجھو، کیونکہ جب تم اسے وزن کی حیثیت سے دیکھو گے تو تمہیں خوشی پیدا ہوگی جو اعمال صالحہ کے لئے آئندہ نشاط آمیز پیغام ثابت ہوگی۔ اسی طرح تم چھوٹی سے چھوٹی برائی کو بھی حقیر نہ سمجھو، کیونکہ جب اس کا وزن محسوس کرو گے

تو وہ تمہیں نفرت انگیز معلوم ہوگی، جس کی وجہ سے آیندہ ہمیشہ کے لئے تمہاری زندگی محتاط ہوجائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆

دنیا طلبی مومن کے لئے سراسر حرمان ہے

عیش پرستی میں کوئی قوم اپنے خصوصیات کی مالک نہیں رہتی

☆☆☆☆☆☆☆

انسان کی آرزو کبھی پوری نہیں ہوسکتی

ابن آدم کی اولاد! دنیا طلبی کرو، مگر یاد رکھو اپنے دنیاوی حصہ سے کبھی سیر نہیں ہوسکتے بلکہ جس قدر دنیا ملے گی اسی قدر تمنا اور بڑھ جائے گی۔ تم دنیا کی اس قدر احتیاج ظاہر کرتے ہو حالانکہ تم اپنے آخرت کے حصے کے زیادہ محتاج ہو، مگر افسوس کہ اس سے غافل ہوکر تم ہمہ تن دنیا کے ہورہے۔ جہاں غمِ دنیا کے سوا حقیقی سرخوشی کا نام ونشان نہیں۔

آج دینی زندگی سے بے نیازی اور دنیاوی زندگی کے لئے تگ ودو کا نتیجہ سراسر حرمان ہے۔ آج ہر طبقہ اور ہر فرد اپنی بے راہ روی کی سزا بھگت رہا ہے۔ دنیا میں پڑ کر مومن متہم ہے، بستی کا سردار مغموم ہے، دیہاتی آدمی دین سے جاہل ہے، منافق کے لئے تکذیب کی راہ صاف ہے، اور دنیا دار افراد عیش وعشرت کی خرمستیوں میں مبتلا ہیں۔ دنیا کی ہوسناک زندگی کے لئے کوے کی آواز پر دوڑے چلے جاتے ہیں، لوگ کیا ہیں؟ شمع دنیا کے پروانے۔ شہد حرصِ وآز کی مکھیاں!!

مومن کی خوشی حصول دنیا میں نہیں ہے بلکہ خدا کا حصول ہے:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں حسن کی جان ہے کہ باوجود دنیاوی اور مادی خوشی کے لئے اس سرگردانی ومحویت کے آج اس شہر بصرہ میں ہر مسلمان صبح کو غمگین اُٹھتا ہے۔ اقدام عمل کے نشاط کی جگہ حرص وآز اور بے عملی وتن آسانی کی سستی چھائی ہوتی ہے۔ سچ ہے کہ ایک سچے مومن کی حقیقی خوشی خدا سے ملاقات کے سوا کچھ نہیں۔ پس ایسے بے نیاز بندے کی خوشی اسے مبارک ہو جس کی نگاہ پاکباز دار فانی کے مادی پردوں سے الجھ کر نہیں رہ جاتی، بلکہ اس کی نظر ہر وقت خدا پر ہوتی ہے۔

دنیاوی عشرت کفر واسلام میں مابہ الامتیاز نہیں بلکہ ابتلاء وآزمائش ہے:

دنیاوی عیش اور مادی عشرت ایک پردہ ہے جس میں کفر وایمان دونوں ہی چھپے رہتے ہیں۔ کفر واسلام اور اچھے برے کا معیار ابتلاء وآزمائش ہے۔ یہ ایسی کسوٹی ہے جس پر کھرا اور کھوٹا صاف نظر آجاتا ہے۔ جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو لوگ اپنے اپنے حقائق کی طرف دوڑتے ہیں، مومن اپنے ایمان کی طرف اور منافق اپنے نفاق کی طرف۔

نعمت خداوندی کی قدر:

اے قوم! خدا کی بظاہر معمولی نعمت بھی تمہارے بڑے سے بڑے اعمال سے بدرجہا بہتر ہے۔ پس اپنی کوششوں پر گھمنڈ نہ کرو، بلکہ اپنے رب کی جناب میں حاضری دو، یاد رکھو مومن کی راحت صرف جنت میں ہے۔ دنیا میں اسے راحت نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس زندگیاں معیار دین ہیں

☆☆☆☆☆☆

کسب حلال اور آئندہ کے لئے فضل:

دین و دنیا میں برکاتِ خداوندی کی سزاواری اسی بندے کے لئے ہے جس نے حلال طریقہ سے روزی حاصل کی۔ اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے درمیانی طریقہ پر خرچ کیا۔ اور اپنے دنیاوی مال کا کچھ حصہ سعادت اخروی کے حصول کے لئے پیش کیا۔ تم بھی اگر نعم و برکات کے مستحق بننا چاہتے ہو اور دنیا و آخرت میں کامیاب زندگی کے شیدائی ہو تو اپنے مال کو خدا کی بتائی ہوئی راہ میں خرچ کرو اور خدا کے حکم کے مطابق متاعِ دنیا کا کچھ حصہ آئندہ کے لئے اُٹھا رکھو۔

مومن کا حصہ متاعِ دنیا سے صرف قدرِ مایکفیٰ ہے:

تم دنیا کی متاعِ فانی پر جان دے رہے ہو، دولت کی فراوانی تمہارا مقصد حیات بن گئی ہے اور انفاقِ فی سبیل اللہ تمہارے لئے سوہانِ روح بن گیا ہے۔ حالانکہ اس دور سے پہلے کے لوگوں کی زندگیاں اور ان کے اطوار تمہارے لئے مشعلِ راہ ہیں وہ دنیا سے صرف اُتنا ہی لیتے تھے جو ان کے لئے کفایت کرے بلکہ اس میں سے بھی وہ خدا کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے اور اسی کو ترجیح دیتے تھے۔

نجات کی راہ صرف صراطِ مستقیم ہے:

اختلاف و افتراق کی ان مختلف راہوں سے خبردار رہو جن کی منزل صرف

ایک یعنی ضلالت وگمراہی ہے اور اسلام کی راہِ مستقیم اختیار کرو۔ میں نے اس امت کے ابتدائی حضرات کو دیکھا ہے کہ جب رات کی سیاہی اہل دنیا کی نظر سے انھیں چھپا دیتی تھی اور سمع وریا کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی تھیں تو وہ نفوسِ قدسیہ اپنے پیروں پر خدا کے سامنے کھڑے ہو جاتے، اپنی چمکتی پیشانیوں کو خاک پر رگڑتے، ان کے رُخساروں پر آنسوؤں کی قطاریں بہتیں اور اس حالت میں اپنی نجات کے بارے میں اپنے رب سے سرگوشیاں کرتے۔

غم وسرور کا معیار رضائے الٰہی ہے:

جب وہ لوگ کوئی نیک کام کرتے تو خوش ہوتے اور اس کی قبولیت کی دعا کرتے اور اگر کبھی کوئی برائی سرزد ہو جاتی تو غمگین ہو جاتے اور خدا سے مغفرت کا سوال کرتے یعنی ان کی خوشی اور غم کا معیار صرف رضائے الٰہی اور اسلام کی پیروی تھا۔

دُنیا طلبی آخری منزل نہیں ہے:

لوگو! یاد رکھو اگر دنیا کا اتنا حصہ جو تم کو دنیاوی زندگی کے لئے کافی ہو، بے فکر نہیں کر سکتا تو اس دنیا میں کوئی چیز تمہیں مطمئن اور مستغنی نہیں کر سکتی اور تمہاری احتیاجی زندگی کبھی خوشی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ جتنا زیادہ حصہ پاؤ گے اُتنا ہی غم وفکر میں مبتلا ہوتے رہو گے، اور تمہاری حرص کا نعرۂ ''ھل من مزید'' کبھی نہیں بند ہوگا۔

صداقت میں ریا اور شرم سے بچو:

لوگو! صداقت ایک دَرَخشاں حقیقت ہے، اس کا دامن ریا کاری سے داغدار نہ کرو۔ ظاہر و باطن، یگانہ و بیگانہ، زمان و مکان، غرض کہ ہر موقعہ اور ہر جگہ میں ریا کاری سے بچتے رہو۔ مسلمان کی زندگی خواہ اس کا تعلق خدا سے ہو، خواہ بندوں سے

سرتاسر اخلاص وایثار ہے، اور دیکھو کبھی کسی سچائی کو شرم وحیاء کی وجہ سے نہ چھوڑو۔ صداقت کا اظہار خود سب سے بڑی عزت ہے، بھلا اس کے اظہار میں شرم وحیاء کا کیا سوال؟

☆☆☆☆☆☆☆

یومِ غم، یا روزِ جشن

عید کا دن فیضان وخسران کے اعلان کا دن ہے

﴿عید گاہ میں وعظ﴾

☆☆☆☆☆☆☆

رمضان کا مہینہ بازی جیتنے اور ہارنے کا مہینہ ہے:

رمضان مبارک کا مقدس مہینہ بندوں کے لئے جیسے گھڑ دوڑ کا میدان ہے جس میں لوگ احسان واطاعت اور نیکی کی راہ سے خدا کی مرضی کی طرف دوڑتے ہیں ان میں جو لوگ آگے بڑھ گئے وہ فائز المرام اور نیک انجام ہوئے اور جو اپنی کوتاہیوں اور سست رفتاریوں کی وجہ سے پیچھے رہ گئے وہ خائب وخاسر اور ناکام رہے۔

یوم عید یا اعلان عام:

آج یوم عید ہے، یعنی آج کامیابی وناکامی کے اعلان کا دن ہے۔ عالم بالا میں پہونچنے والے اعمال کی پیشی اور فیصلہ کا دن ہے، اچھا اور برا کرنے والوں کی نمائش کا دن ہے اور ہر شخص کے اعمال وکردار کے احتساب وامتحان کا دن ہے۔

اربابِ زینت کی کم نگاہی:

تعجب ہے کہ ایسے اہم اور فیصلہ کن دن کے بارے میں لوگ ہر طرف خوش وخرم ہو کر ہنسی مذاق میں مبتلا ہیں، خدا کی قسم اگر نگاہوں سے پردے ہٹادئے جائیں تو

ہر محسن اپنی نیکی اور بدکار اپنی بدی میں پڑ کر بالوں میں کنگھی اور جسم پر نئے کپڑے بھول جائے گا۔

حقیقی سرخروئی اعمال کی سرخروئی ہے:

پس آج سرخرو وہی شخص ہے جس کے عمل نے سرخروئی حاصل کی، سرخروئی اسی کے لئے زیبا ہے جو کامیاب وبامراد ہے۔ نئے کپڑے اسی کے بدن پر سجیں گے جسے نجات کا پروانہ مل چکا ہے۔ اے کاش! لوگ عید کے دن کی اہمیت کو محسوس کریں؟

☆☆☆☆☆☆☆

مومن کی زندگی کا معیار

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ طیبہ ہے

☆☆☆☆☆☆☆

دنیا اور آخرت کا سودا:

ابن آدم! دُنیا کے بدلے آخرت کا سودا کر، کیونکہ اس صورت میں دنیا وآخرت دونوں میں فائدہ ہے۔ آخرت کو دے کر دنیا کا سودا ہرگز نہ کر کیونکہ ایسی حالت میں دونوں میں سراسر نقصان ہے۔

عوام میں رہنے کا معیار:

ابن آدم! عوام سے ملنے اور ان کے مثل بننے کے لئے ظاہر داری کا ہرگز لحاظ نہ کر، بلکہ جب لوگ اچھائیاں کریں تو ان کے ساتھ ہوجا، اور جب دیکھ کہ وہ شر وفساد اور برائیوں میں مبتلا ہیں تو ان میں ہونے کی تمنا نہ کر، عواقب ونتائج سے آنکھیں بند کر کے اہل دنیا میں گھل مل جانے کا رویہ ہرگز نہ اختیار کر، کیونکہ دنیا کی مدت قلیل ہے

اور آخرت جس کا دارومدار سراسر عواقب اور نتائج پر ہے اس کی بقا طویل ہے۔

آخری امت کی غفلت:

دنیا کی امتوں میں تمہاری امت آخری اُمت ہے اور خود تم لوگ اپنے گزشتہ افراد کے اعتبار سے آخری امت ہو۔ تمہارے صالح افراد تم سے پہلے گزر چکے، اب تمہیں کس گھڑی کا انتظار ہے؟ مشاہدات کا؟ تو مشاہدات ہو چکے۔ افسوس! صد افسوس!! اب تک آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہیں، حالانکہ تمہارے سامنے دنیا ان افراد واشخاص کو جو اس کی زینت تھے لے چکی، ان کے اعمال ان کی گردن کے ہار بن گئے۔ اے کاش! اربابِ دنیا اپنے دل کی زندگی سے واقف ہوتے اور اس سے وعظ ونصیحت حاصل کرتے۔

لیل ونہار کی گردش دعوتِ آخرت ہے:

خدا کی قسم اب تمہاری اُمت کے بعد کوئی امت آنے والی نہیں ہے، نہ ہی تمہاری کتاب قرآن کے بعد کوئی کتاب آنے والی ہے۔ تم نے اپنی جماعت کے افراد کو اپنے ہاتھوں سپردِ خاک کر کے آگے بڑھا دیا ہے اور تمہیں قیامت آگے کی طرف کھینچ رہی ہے۔ لیل ونہار کی گردش کا مقصد یہی ہے کہ پچھلے لوگ اگلے لوگوں سے ملتے جائیں، رات دن اسی کا انتظار رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے انحراف:

جن حضرات نے آخر الرسل ﷺ کو دیکھا ہے، اسی حال میں دیکھا ہے کہ آپ ﷺ صرف صبح وشام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دنیاوی زندگی کے لئے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی نہ بانس پر بانس رکھا، ہمیشہ آخرت کی زندگی کو ترجیح دیتے

رہے۔ تم ایسے آخر الانبیاء (ﷺ) کی آخر الامم ہو، آگے بڑھو! جلدی کرو، جلدی کرو۔

تم لوگ کس برتے پر دنیا کے زینوں پر چڑھتے جاتے ہو، تمہارے شاندار غیرت مند اور عزت دار افراد گزر چکے اور تم دن بدن اپنے اعمال قبیحہ کی وجہ سے ذلیل ہوتے جاتے ہو، پھر بھی دنیا میں سربلندی وسرداری کی تمنا کرتے ہو؟

مسلمان قوم کیلئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی معیارِ عمل ہے:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو علم وحکمت دے کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو تمام مخلوقات سے اپنے لئے پسند فرمایا۔ اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔ آپ پر اپنی آخری کتاب نازل فرمائی، آپ خدا اور بندوں کے درمیان رسول تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے بلند ترین مقام پر رکھا جہاں سے ساری کائنات آپ کو دیکھ رہی ہے۔ پھر ایسے رسول کی نسبت اللہ تعالیٰ ان کی امت کو خطاب عام فرماتا ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب۔۲۱)

رسول کی ساری زندگی تمہارے لئے بہترین لائحہ عمل ہے۔

اسوۂ حسنہ سے انحراف کا نتیجہ:

مگر افسوس ہے کہ آج دنیا کی ظاہر پرستیوں اور دلفریبیوں میں مبتلا ہو کر مقام رسالت کی سربلندی بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے طرزِ زندگی سے ہٹ گئے، جن باتوں سے آپ کا خدا راضی تھا، آپ کی امت ان باتوں سے خود ناراض ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے انھیں اپنے دربار سے دھکا دے کر نکال دیا، اور اس امت کو ہلاکت وخسران سے دوچار ہونا پڑا۔

دنیاوی زندگی کی ناپائیداری:

ابن آدم! زمین پر چلتا پھرتا رہ، اس سے مانوس ہو، کیونکہ عنقریب یہ تیری قبر بننے والی ہے۔ غور کر جب تو ماں کے شکم سے زمین پر آیا، اسی دن سے اپنی عمر گھٹا رہا ہے۔

قومی عروج کیلئے عاقبت اندیشی اور عزیمت ضروری ہے:

ایسے لوگ یقیناً خدا کے انعام و اکرام کے قابل ہیں جو غور و فکر کر کے انجام کار اور مآل اعمال پر نظر رکھتے ہیں۔ گرد و پیش کے احوال سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور بصیرت و انجام بینی کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل اور عزم و استقلال سے بھی کام لیتے ہیں، جب تک یہ دونوں صفتیں یعنی مآل اندیشی اور استقلال پیدا نہ ہوں گی، کامیابی ناممکن ہے۔ دنیا میں بہت سی قوموں نے دور بینی اور مآل اندیشی سیکھی لیکن صبر و استقلال اور عزم و ثبات سے ان کا قومی دامن خالی رہا اور وہ میدان عمل میں آگے بڑھیں، مگر جب دشواریوں اور سختیوں کا سامنا پڑا، تو گھبراہٹ نے ان کے سینوں سے دل کو ختم کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے لوگ اپنے مقصد میں ناکام رہے اور حرماں نصیبی و خسران کے ساتھ پھر اپنے اسی مقام پر آگئے جہاں سے انھوں نے آگے بڑھنا چاہا تھا۔ پس کامیابی کا دار و مدار دور اندیشی اور استقلال پر ہے، جس قوم سے یہ دونوں باتیں یا ان میں سے ایک ختم ہو جائے گی اس کی کامیابی کا کوئی ذمہ نہیں بلکہ عزم و استقلال قوموں کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔

اپنے اعمال کے محاسب تم خود ہو:

ابن آدم! خدائے فاطر السمٰوٰت والارض کا فرمان ہے:

کل إنسانٍ ألزمناه طائرهُ فی عنقهِ ونخرج لهُ یوم القیامة کتاباً یلقاه منشوراً ، إقرأ کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیباً

ہر شخص کا اعمال نامہ ہم نے اس کی گردن میں لٹکا دیا ہے۔ قیامت کے دن آدمی کے سامنے اس کا اعمال نامہ کھلا پیش ہوگا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ اپنا اعمال نامہ خود یہ پڑھو۔ آج اپنے حساب کے لئے تم ہی کافی ہو۔ (بنی اسرائیل، ١٣-١٤)

واللہ وہ ذات سراسر عدل و انصاف سے کام لے رہی ہے جس نے خود تم کو ہی تمہارے اعمال کا محاسب بنایا ہے۔ پس دنیا میں اپنے اعمال کو درست کرو۔

نیکی اور بدی کا معیار اطمینانِ قلب ہے:

اچھائیوں کو لو اور برائیوں کو چھوڑ دو۔ اچھائی اور برائی کے سلسلے میں ہمیشہ انجام پر نظر رکھو، جو چیز نتیجۃً گندی ہو وہ صاف نہیں ہے اسے ہرگز نہ پسند کرو، اور جو چیز نتیجۃً صاف ہو وہ گندی نہیں۔ ایسی چیز کو حاصل کرو۔ چیزوں کے قبول کرنے اور نہ کرنے میں اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔

دع ما یریبک إلیٰ ما لا یریبک

شک و شبہ پیدا کرنے والی چیز کو چھوڑ کر اطمینان بخش چیز کو پکڑو۔

اپنے ایک ایک عمل میں اپنی ذمہ داری اور جوابدہی کا پہلو سوچ لیا کرو، پھر اسے کرو۔

یا وہ مقدس زمانہ یا یہ منحوس دور:

آج یہ عالم ہے کہ قساوت قلبی اور سخت دلی بے محابا ظاہر ہو چکی ہے۔ علوم سید المرسلین ﷺ کے حامل اور دین کے صحیح علماء گم ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سنتیں

مٹ رہی ہیں، بدعات کا زمانہ آ گیا ہے، اسلام کے آثار ورسوم ایک ایک کر کے فنا ہو رہے ہیں۔ میں ایسے مقدس حضرات کی صحبت اُٹھا چکا ہوں جن کی دوستی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی، جن کی معیت دل کی جلا تھی، میں ایسے بزرگوں کو دیکھ چکا ہوں جو اپنی نیکیوں پر اس خیال سے کہ کہیں بارگاہِ خداوندی میں رَد نہ کردی جائیں، اس قدر ڈرتے تھے جس قدر تم اپنے گناہوں پر عذاب کے خیال سے ڈرتے ہو۔ وہ حضرات خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کے بارے میں اس قدر محتاط اور پرہیزگار تھے جس قدر تم حرام کی ہوئی سے پرہیز اور احتیاط کرتے ہو۔

جنس انسانیت کی نایابی:

یہ تو اس دورِ مقدس کا ذکر ہے جب لوگ حقیقی معنوں میں انسان تھے۔ آج یہ عالم ہے کہ قدم کی آواز سنتا ہوں مگر جب آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہوں تو کوئی مونس وہمنشیں نظر نہیں آتا۔ انسان گزر گئے اور انسان نُما حیوان رہ گئے۔ ''ناس'' چل دیئے اور ''نسناس'' آ گئے، اگر اعتبار نہ آئے تو اپنے ہاتھوں دفن کئے ہوئے پاک چہروں کو زمین کھود کر دیکھ لو۔

اجتماعی زندگی کے عیوب اور نصیحت سے چشم پوشی کا نتیجہ:

تمہارے اندر منجملہ خرابیوں کے ایک عام خرابی یہ پیدا ہوگئی کہ تم نے اپنے انفرادی اور اجتماعی عیوب کو نظر انداز کر دیا۔ ایک دوسرے کو نصیحت کرنا ترک کر دیا۔ تمہارے دوست احباب میں طباق کے ہدیئے تو چلتے ہیں، مگر پند ونصائح کے ہدیئے بند کر دئے گئے۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے: رحم الله إمرأ أهدیٰ إلینا مساوینا یعنی خدا اس پر رحم فرمائے جو ہمارے عیوب ونقائص کا ہدیہ ہمارے پاس بھیجے۔

ان کی کوتاہیوں اور خود فراموشیوں کا جواب تیار رکھو، کیونکہ خدا کی عدالت میں ان کے بارے میں تم سے سوال ہوگا۔

ایمان کا حقیقی معیار تسلیم ورضا ہے:

مومن وہی شخص ہے جو تسلیم ورضا کی سچی تصویر ہو۔ اپنے دین میں عقل ورائے کیلئے اختیار ودخل نہ سمجھے، بلکہ ہر بات میں خدا کی مرضی پر راضی رہے جو کچھ حکم ملے بلا چون وچرا مان لے، ایمان واسلام کا یہی وہ مقامِ عزیمت ہے جس نے حق پرستوں کو ہر قسم کی جدوجہد اور مشقت ومحنت پر برضا ورغبت آمادہ کر دیا، اور جوان کے حق پرستی اور تکالیف سہنے کے درمیان ایک کڑی بنا رہا۔

مقامِ مومن کے حقیقی سزاوار کون لوگ ہیں؟

مقامِ مومن کی اس دشوار منزل میں وہی شخص صبر سے کام لے سکتا ہے جو اپنے ایمان کی قدر وقیمت سے واقف ہو، اپنی برتری کو پہچانتا ہو، اور حسن عاقبت کی پوری امید رکھتا ہو۔ جو شخص دنیا کو بہتر سمجھتا ہے وہ آخرت کا خواہاں نہیں، جو خدا کے غضب میں رہ کر زندگی گزار رہا ہے وہ خدا سے ملنے کو تیار نہیں۔ پس ایسا آدمی ''مقام ایمان'' سے کوسوں دور ہے۔ حقیقت حال سے ناآشنا ہے اور خدا کے انعام واکرام کا سزاوار نہیں۔ ابن آدم! ایمان ظاہری زینتوں اور خواہشوں کا نام نہیں بلکہ ایمان عقیدہ ہے جو دل میں راسخ ہو جاتا ہے اور عمل اس کی تصدیق کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قصر سلطانی میں شورشِ گدایانہ

ابن ہبیرہ کے دربار میں تبلیغِ حق وصداقت

☆☆☆☆☆☆☆

ابن ہبیرہ کی تقریر:

یزید بن عبدالملک اموی کے دورِ سلطنت میں عراق کے مشہور گورنر عمر بن ہبیرہ فرازی نے ۱۰۳ھ میں امام حسن بصری، امام ابن سیرین اور امام شعبی کو اپنے دربار میں طلب کیا، جب یہ حضرات پہونچے تو اس نے یہ تقریر کی۔

''یزید خلیفۃ اللہ ہے، جسے خدا نے اپنے بندوں کا بادشاہ بنایا ہے۔ لوگوں سے اس کی اطاعت کا وعدہ لیا۔ ہم نے بھی فرمانبرداری کا ذمہ لیا ہے۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ اس نے مجھے عراق کا گورنر بنا کر بھیجا ہے۔ اب میرے پاس اس کے اس قسم کے فرمان آتے ہیں جن میں سراسر ہلاکت نظر آتی ہے۔ اگر یزید کی طاعت کرتا ہوں تو خدا کے غضب کا ڈر ہے اور اگر نافرمانی کرتا ہوں تو پھر یزید کی ناراضگی سے محفوظ نہیں رہ سکتا، اب اس معاملہ میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟''

ابن ہبیرہ کے جواب میں امام ابن سیرین اور امام شعبی نے کچھ نرمی سے کام لیا۔ وہ حضرت حسن بصری کی رائے سے اپنی تسلی چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کہا: ابوسعید اپنے رائے سے مطلع فرمائیے۔ آپ نے فرمایا:

حضرت حسن بصری کی جرأت آموز جوابی تقریر:

احکیم الحاکمین کا حکم سب سے بالا ہے، اس کیلئے سب کی نافرمانی ہوسکتی ہے لیکن سب کیلئے اس کی نافرمانی نہیں ہوسکتی:

ابن ہبیرہ! یزید کے بارے میں تم خدا سے ڈرو اور خدا کے بارے میں یزید کا خوف ہرگز نہ کرو۔ خدا تم کو یزید کے شر سے بچائے گا اور یزید خدا کی گرفت سے ہرگز نہیں بچا سکتا۔ دنیا والوں کی پروا نہ کرو، بلکہ اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ اپنے اعمال کو درست کرو۔ سلطنت واقتدار کی ہوس میں گرفتار ہوکر خدا سے ہرگز بے خوف نہ ہو۔ عنقریب خدا تمہارے پاس موت کا فرشتہ بھیجے گا جو تمہیں گورنری کے تخت سے اتار دے گا اور تمہارے اس عظیم الشان محل کی وسعتوں سے نکال قبر کی تنگی میں ڈال دے گا، اس وقت یہ سلطنت، یہ لوگ، یہ جاہ وجلال اور خدم وحشم تمہارے کسی کام کے نہ ہوں گے بلکہ تمہاری نجات کا دارومدار تمہارے ہی اعمال پر ہوگا، ابن ہبیرہ! اگر تم یزید کے مقابلہ میں خدا کی نافرمانی کا ارادہ رکھتے ہو تو یاد رکھو کہ خدا نے تم لوگوں کو یہ سلطنت اس لئے دی ہے کہ اس کے بندوں اور دین کی اس سے حفاظت کرو۔ پس خبردار! تم خدا کی عطا کردہ سلطنت کی وجہ سے اس کے بندوں اور دین کے لئے وبال نہ بنو ورنہ تمہاری خیر نہیں، یاد رکھو!

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (الحدیث)

پروردگار کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی بات مانی نہیں جاسکتی۔

ابن ہبیرہ آپ کا وعظ سن کر زار وقطار رونے لگا۔ تینوں حضرات کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا، بلکہ امام حسن بصری کو دگنی رقم دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

متاعِ شاہی نگاہِ گدائی میں

نضر بن عمرو کے دربار میں ہنگامۂ دین و دنیا

☆☆☆☆☆☆☆☆

نضر کی مغالطہ آمیز تقریر:

بصرہ کے گورنر نضر بن عمرو نے ایک دن حضرت حسن بصری کو بلا بھیجا۔ جب آپ تشریف لائے تو اس نے کہا:

"ابو سعید! اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات، اس کی رونق و دلفریبی، اسکا یہ حسن منظر سب کچھ بندوں کیلئے پیدا کیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے استعمال کی دعوت دیتا ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ○ (کھاؤ پیو البتہ حد سے تجاوز نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا کرنیوالے کو پسند نہیں فرماتا) نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ، قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، (سورۃ الاعراف، ۳۱/۳۲) (خدا کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہیں اور پاک روزی، کس نے حرام کیا ہے؟ بلکہ تمام چیزیں ان لوگوں کیلئے ہیں جو دنیا میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں "

حضرت حسن بصری کا جواب

حرص دنیا کی ہلاکت خیزی، آرزو کوئی چیز نہیں، نتائج کے لئے عمل ضروری ہے:

نضر کی تقریر سن کر آپ نے فرمایا:

نضر! خدا سے ڈرو، جن دنیاوی تمناؤں اور عیش و عشرت کی آرزوؤں کی طرف تم مائل ہو کر اس قسم کی گفتگو کر رہے ہو، انھیں کی بدولت تم ہلاک ہو گئے ہو۔ یاد رکھو! موہوم تمنا کبھی بار آور نہیں ہو سکتی، آج تک کسی شخص کو صرف آرزو سے دنیا یا آخرت کی بھلائی نہیں ملی، بلکہ ہر تمنا کے بعد حرکت و عمل کی ضرورت ہے۔ نتائج اعمال و حرکات پر مرتب ہوتے ہیں۔ صرف آرزو کوئی چیز نہیں ہے۔

دارِ فانی یا دارِ باقی:

دنیا اور آخرت دو گھر ہیں۔ جو شخص دارِ فانی میں عمل کرے گا اس کا نتیجہ دارِ باقی میں پائے گا۔ اور جو شخص اس دارِ فانی میں تمنا و آرزو کے بھروسہ پر بے عملی و بے کاری میں زندگی گزار دے گا، وہ دونوں عالم میں نقصان برداشت کرے گا۔

رسول ﷺ کی دنیاوی زندگی سے سبق:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رسالت کیلئے منتخب فرمایا، آپ کو نبیٔ رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کو سارے عالم کا آخری رسول بنا کر کتاب مہیمن نازل فرمائی، باوجود ان تمام عنایتوں اور نوازشوں کے اس دارِ فانی میں خدا نے آپ کی زندگی کے لئے حدود و قیود مقرر کیں اور آپ کے لئے انتقال مقدر فرمایا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بندوں کو ہدایت کی:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب۔۲۱)

رسول کی ساری زندگی تمہارے لئے بہترین معیارِ حیات اور لائحۂ عمل ہے۔

نیز خدا نے ہمیں حکم دیا کہ آپ کے امر کی اقتداء کریں، آپ کی نہی سے

بچیں۔ آپ کی راہ اختیار کریں، آپ کی سنتوں پر عمل کریں، اپنی زندگیوں کو آپ کی سیرت پاک کے سانچے میں ڈھال دیں، اس سلسلے میں ہم جتنے کامیاب ہوئے اور آگے بڑھے وہ صرف خدا ہی کا فضل وکرم ہے اور جتنی کوتاہی ہوئی اس کی ذمہ داری ہماری بے راہ روی اور بے عملی پر ہے، اس معاملہ میں خدا سے مدد اور مغفرت چاہنا ضروری ہے۔

ہماری نجات کی راہ صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے۔ صرف امید وتمنا کا سہارا کوئی چیز نہیں، جو قومیں صرف تمنا کرنے والی ہیں ان کے اندر غیروں کے لئے کوئی جاذبیت نہیں ہوتی۔"

نضر کا ایک مغالطہ:

نضر نے یہ تقریر سن کر کہا: اے ابوسعید! باوجود اس دنیاوی حشم وخدم کے ہم اپنے رب سے عبودیت ومحبت کا تعلق رکھتے ہیں۔"

حضرت حسن بصری کی مغالطہ دری:

آپ نے فرمایا:

نضر! بعینہٖ یہی دعویٰ ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں کیا تھا، اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني (آل عمران، ۳۱)

اگر تم خدا کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔

اتباع رسول کو خدا نے اپنی محبت کا معیار قرار دیا ہے، جو شخص اس کے خلاف کرتا ہے اور اتباع رسول کے بغیر خدا سے تعلق کا اظہار کرتا ہے وہ اپنے دعوے میں

جھوٹا ہے۔ نضر! کیا کہہ رہے ہو، اپنے متعلق خدا سے خوف کرو۔

گزشتہ اربابِ شوکت کی بیکسی اور ان کے اسبابِ ہلاکت:

نضر! خدا کی قسم تم آج جس مقام سلطنت پر ہو، اسی مقام پر میں نے ایک جماعت کو دیکھا ہے جو منبروں پر نظر آتے تھے۔ سواریوں کی پشت پر ان کے قدم پڑتے تھے، شیخی سے دامن گھسیٹے ہوئے چلتے تھے۔ عظیم الشان محلوں کی تعمیر ان کا مقصد حیات تھا۔ اپنی تعریف سننے کا انہیں بڑا شوق تھا۔ ایسے لوگ اپنی اپنی سلطنتوں سے برطرف کر کے اپنے اندوختہ سے یکسر محروم کر دیئے گئے، پھر خدا کے سامنے پیش کئے گئے اور اپنے اعمال کی ترازو پر تولے گئے۔ افسوس کہ انھیں اس دن کی ہولناکی کی مطلق پروا نہ تھی جس دن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے:

يوم يفر المرء من أخيه وأمه وأبيه و صاحبته و بنيه لكل امرئ منهم يومئذ شان يغنيه (سورہ عبس)

آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور اولاد واحباب سے بھاگے گا۔ ہر ہر شخص اپنے اپنے خیال میں مصروف ہوگا۔

پس اے نضر! تیرے ہم جنسوں کا انجام تیرے سامنے ہے، اس آئینے میں اپنی شکل دیکھ اور دنیا کے ظاہری آلات وحالات کی فراوانی وسازگاری پر ہرگز مغرور نہ ہو۔ ایک مسلمان کی زندگی کا حقیقی معیار اتباع رسول ﷺ ہے، چاہے وہ سلطان ہو چاہے گدا۔ اس مقام پر سب برابر ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

شاہی دربار میں فقیری پیشکش

نضر بن عمرو کے سامنے دوسری ناصحانہ تقریر

☆☆☆☆☆☆☆

حقیقی دوست اور حقیقی دشمن:

امیر المومنین خدا تمہاری مدد کرے۔ تمہارا حقیقی خیر خواہ اور بھائی وہی شخص ہوسکتا ہے جو تمہارے دینی معاملات میں نصیحت کر کے کمزوریوں کو ظاہر کرتے، اور نیک انجام امور کی طرف رہ نمائی کرے۔ وہ شخص تمہارا دشمن ہے جو تمہیں طرح طرح کی دلچسپ اور خوش کن باتوں میں بہلائے رکھے۔ چکنی چپڑی باتیں سنا سنا کر اپنا اُلو سیدھا کرتا رہے۔

اپنے ظاہری اور باطنی عیوب کی اصلاح کرو:

امیر المومنین! خدا سے ڈرو، اپنی زندگی پر نظر ڈالو، اور دیکھو کہ تم لوگ ظاہر اور باطن میں اپنی سیرت و کردار کے اعتبار سے مسلمان قوم کے مخالف ہوگئے ہو، اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس بے راہ روی کے جواز کے لئے طرح طرح کے بیکار حیلے بہانے ڈھونڈتے پھرتے ہو، اور قسم قسم کی تمناؤں میں پھنس کر اپنی اصلاح کا مطلق دھیان نہیں کرتے۔

انسانوں کے دو طبقے، فانی کی طلب اور باقی کی اُمید عبث ہے:

عوام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ طالب دنیا اور طالب آخرت۔ خدا کی قسم

آخرت کا طالب اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر چین کی زندگی گزار رہا ہے، اور دوسرا طبقہ ناکامیابی اور نامرادی سے دوچار ہوکر ہلاک ہو رہا ہے۔ اے امیر المومنین! فانی کو طلب کر کے اور باقی کی امید کرنے سے بچو، یہ تمہاری صرف خوش فہمی ہے جس کا نتیجہ پشیمانی کے سوا کچھ نہیں، ایک شاعر حکیم کا قول ہے۔

أين الملوک التی عن حظها غفلت
حتیٰ سقاها بكأس الموت ساقيها

آج ان بادشاہوں کا پتہ نہیں چلتا جو اپنے مقام سے غافل رہے حتیٰ کہ موت نے انھیں جامِ فنا پلا دیا۔

ظالموں کی امداد کرنی ان کی ہمدردی ہے:

اس امت کے بعض صلحاء کا قول مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔

كفىٰ بالمرء خيانةً أن يكون للخونة أميناً وعلىٰ أعمالهم مُعيناً

آدمی کے خائن ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ خائنوں کا رازدار ہو یا ان کی امداد کرے۔

اے نضر! غور کرو، دیکھو کہیں تم بھی خائنوں کے آلۂ کار اور ان کے رازدار تو نہیں ہو؟ اپنی زندگی کا احتساب کرو۔

☆☆☆☆☆☆☆

نئے محل میں پرانا وعظ

حجاج بن یوسف کے گھر میں معرکۂ حق و باطل

☆☆☆☆☆☆☆

حجاج بن یوسف نے واسط میں ایک محل تعمیر کرایا، جب وہ مکمل ہوگیا تو

حضرت حسن بصریؒ کو دیکھنے کے لئے بلایا۔ آپ نے محل میں داخل ہوتے ہی فرمایا:

دنیا کے معزز اور آخرت کے رُسوا:

الحمد للہ کہ سلاطین اپنے لئے عزت دیکھتے ہیں اور ہم روزانہ ان میں عبرت دیکھتے ہیں۔ ان میں سے کوئی جب محل تعمیر کراتا ہے تو اس کے لئے ہر قسم کی زینت مہیا کرتا ہے، خوشنما فرش لگاتا ہے، دروازے پر سواریاں کھڑی کرتا ہے۔ اس کے حوالی موالی اربابِ دنیا دروازے پر مکھیوں کی طرح بھیڑ لگاتے ہیں اور ہر طرف سے اس کے مکان پر چھا جاتے ہیں۔ اس کے بعد صاحب مکان فخر یہ کہتا ہے کہ دیکھئے میں نے کیسا مکان بنوایا ہے۔

اے مغرور! اور اے بدکردار! اگر ہم نے تیرا مکان دیکھ لیا تو کیا ہوا؟ آسمان والے تجھ سے ناراض ہیں۔ زمین والے تجھ پر لعنت کرتے ہیں۔ تم نے دارالفناء کی بنیاد تو ڈال دی مگر دارالبقا کو ویران کر دیا، دارِ غرور کی آرائشوں کو دیکھ کر مغرور ہو گئے، مگر یاد رکھو! دارِ آخرت میں ذلیل و رُسوا ہو۔

حجاج کا غصہ:

حجاج آپ کی یہ تقریر سن کر غصہ میں بھر گیا اور شامی فوجوں کو مخاطب کر کے بولا ”اہل شام! اہل بصرہ کا ایک غلام زادہ تمہارے سامنے مجھے گالیاں دے رہا ہے اور تم اسے برا نہیں مانتے۔؟

اس کے بعد حجاج نے آپ کو بھرے دربار میں طلب کیا۔ جب آپ سامنے تشریف لائے تو لب مبارک ہل رہے تھے مگر بات سنائی نہیں دیتی تھی۔ حجاج نے آپ سے کہا: ابوسعید! آپ نے میرے گھر میں آ کر اس قسم کی سخت سست باتیں بے دریغ کہہ

دیں اور میری امارت وسلطنت کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ کیا میری امارت کا کوئی حق آپ پر نہ تھا؟

نصیحت خیرخواہی ہے، اربابِ عزیمت ظلم سے نہیں ڈرتے:

آپ نے حجاج کے جواب میں فرمایا:

اے امیر! خدا تیری حالت درست کرے، جو شخص تم کو آج ڈرا دھمکا کر کل کیلئے مامون کر دے وہ تمہارا زیادہ خیرخواہ اور تم سے محبت کرنے والا ہے، بخلاف اس شخص کے جو آج تمہارے سامنے امن کا وعظ کہہ کہہ کر تمہیں دنیا میں نڈر کر کے آخرت میں خوف وغم کا باعث بنے۔ ایسا شخص تمہارا خیرخواہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میرا مقصد تبلیغ حق کے سوا کچھ نہ تھا، یہ تیری سمجھ کا قصور ہے کہ وعظ ونصیحت کو تو نے گالی سمجھ لیا۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ باقی رہا سزا اور درگزر کا معاملہ تو دونوں تیرے اختیار میں ہیں جو چاہے کر مجھے نہ تیری سزا کا خوف ہے اور تیرے عفو ودرگزر کی تمنا۔ البتہ تیری حالت کے لحاظ سے درگزر زیادہ مناسب ہے کیونکہ تو طاقت واقتدار کے نشہ میں چور ہوتے ہوئے اگر کسی پر ظلم نہیں کرے گا، تو یہ تیری کشادہ دلی سمجھی جائے گی۔

سچوں پر ظلم رَوا نہیں:

حجاج! تم دنیاوی طاقت پر مغرور نہ ہو، اور دنیا کے کمزوروں اور سچوں پر دست درازی نہ کرو، بلکہ خدا پر بھروسہ کرو اور ہر حال میں اس کے سامنے جواب دہی کے لئے تیار رہو۔ وھو حسبنا ونعم الوکیل یہ سن کر حجاج بہت زیادہ شرمندہ ہوا اور بڑی تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

مکتوباتِ بصری

مستقبل کی تعمیر، صبر کی ضرورت اور آخرت کی تمنا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام ایک ناصحانہ خط

☆☆☆☆☆☆☆

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حسن بصریؒ کے پاس خط بھیجا کہ آپ میرے پاس کچھ نصیحتیں لکھ کر بھیج دیجئے۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ نامۂ مبارک تحریر فرما کر روانہ فرمایا۔

"حمد وثنا کے بعد، امیر المومنین! دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے گویا وہ کچھ نہیں اور جو کچھ ہونیوالا ہے گویا وہ ہو رہا ہے، پس ماضی سے بے نیاز ہو کر مستقبل پر نظر رکھئے۔

امیر المومنین! صبر اگر چہ ابتدا میں تلخی پیدا کرتا ہے اور آپ کے ساتھ ترشی سے پیش آتا ہے مگر عواقب ونتائج کے اعتبار سے سراسر شیریں اور مزیدار ہوتا ہے۔ یہی حال قناعت کا ہے اور ہوا وہوس اگر چہ شروع میں شیریں ہوتی ہے مگر آخر میں بڑی تلخی کا باعث ہوتی ہے۔

امیر المومنین! کامیاب ترین انسان وہی شخص ہے جو آخرت میں سلامتی ونجات کا متمنی رہ کر اپنے پروردگار کی رضا ورحمت کے سہارے جنت میں داخل ہو گیا۔"

☆☆☆☆☆☆☆

دنیا کی حیثیت مومن کی نظر میں

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام دوسرا مکتوب

☆☆☆☆☆☆☆☆

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے آپ کے پاس لکھا کہ

"ابو سعید! دنیا کے بارے میں آپ میرے پاس کچھ لکھ کر روانہ فرمائیے۔"

حضرت حسن بصریؒ نے یہ خط تحریر فرمایا:

دنیا کی بے ثباتی:

"حمد وثنا کے بعد، امیر المومنین! دنیا میں کسی کو قرار نہیں، یہ انتقال کا گھر ہے، کسی حالت میں فراہمی اثاث کی جگہ نہیں۔ حضرت آدم کی آمد سزا کے طور پر تھی۔ اس لئے یہ قید خانہ ہے، اس دنیا سے آپ حتی الامکان بچتے رہئے۔ جن لوگوں نے عیش وعشرت اور ساز وسامان میں پڑ کر دنیا سے دلچسپی لی آخر کار انھیں بھی یہ دنیا چھوڑنی پڑی۔ یہاں جو غنی کہلاتا ہے در حقیقت وہ فقیر ہے، یہاں وہ ہمیشہ حرص وتمنا میں رہتا ہے اور وہاں کی دولت سے اس کا دامن بالکل خالی ہو جاتا ہے۔ دنیا کی نیک بختی اسی کا حصہ ہے جو اس سے بے نیاز ہو کر یہ زندگی گزار دے۔

صاحب عقل کے لئے دنیا میں سبق:

اگر کوئی صاحب بصیرت دنیا کا جائزہ لے تو اسے معلوم ہو گا کہ جسے دنیا معزز کرتی ہے اسی کو آگے چل کر ذلیل بھی کرتی ہے۔ دولت اور انسان کو یکجا کرنے کے بعد انھیں خود ہی منتشر بھی کر دیتی ہے۔

دنیا ایک زہر ہے، عاقل آدمی تریاق سمجھ کر کھا جاتا ہے، اس کی مضرتوں سے ناواقف شخص اس سے مزا حاصل کرنے میں مصروف ہو کر اپنے کو ہلاک کر دیتا ہے۔

زندگی بسر کرنے کی ایک مثال:

امیر المومنین! دنیا میں اس بیمار کی طرح زندگی بسر کیجئے جو اپنے مرض کے علاج کیلئے تلخ دوائیں بادلِ ناخواستہ بقدرِ ضرورت استعمال کرتا ہے۔ دنیا کی تلخیوں کو برداشت کر کے مرضِ دنیا سے نجات حاصل کر لینا ہی دانشمندی اور آسان پسندی ہے۔

دنیا کی شیرینی میں زہر کی آمیزش ہے:

دنیا دھوکہ باز، مکار وغدار ہے، اپنی تمام رعنائیوں اور رنگینیوں سے سج کر اربابِ دنیا کے سامنے آتی ہے، اور چاہنے والوں کے لئے بے انتہا دلفریبی اور جاذبیت ظاہر کرتی ہے۔ دنیا اپنے دیکھنے والوں کی نظر میں نوخیز دلہن ہے جس پر نظر جم جاتی ہے، دل شیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ خدا کی قسم یہ دلہن نہیں بلکہ اپنے شوہروں کیلئے زہر ہلاہل کا ایک خوش رنگ چشمہ ہے۔ پس عقلمند وہی ہے جو اس سے کوسوں دور بھاگے۔

دنیا سراسر دورنگی ہے:

امیر المومنین! دنیا کی پچھاڑ سے بچتے رہئے، اس کی بے نتیجہ ہنگامہ آرائیوں اور بے معنی شورشوں سے برطرف رہئے، یہاں کی راحت میں رنج کی آمیزش ہے۔ اس کی آسانیوں میں سختیوں کی ملاوٹ ہے۔ اس کی خوشی میں غم کا پہلو ہے۔ یہاں کی بقا ہلاکت کا پیش خیمہ ہے اور یہاں کا قیام فنا کی تیاری ہے۔

دنیا کی چمک فریبِ نگاہ ہے:

امیر المومنین! دنیا کی تمنا جھوٹی ہے، اس کی آرزو باطل ہے، یہاں کی ستھری

چیز در حقیقت گندی ہے۔ یہاں کا عیش سراسر بے مزا اور بے کیف ہے۔ اس میں منہمک رہنے والا باطل میں غرق ہے اور اس سے دور رہنے والا ہی صحیح راہ پر ہے اور خدا کی توفیق اسی کے شاملِ حال ہے۔

عقلمند وہی شخص ہے جو خدا کی ڈرائی ہوئی چیزوں سے ڈرتا ہے اور اس نے جس چیز سے پرہیز کا حکم دیا ہے اس سے پرہیز کرتا ہے، اور دار الفنا کی بے حقیقت چیزوں سے دار البقا کی اہمیت کا انداز لگاتا ہے۔

دنیا زندانِ غم ہے:

امیر المومنین! دنیا سزا کا گھر ہے۔ اس قید خانہ میں کم عقل والے ہی خوشی خوشی جمع ہوتے ہیں۔ اس پر وہی لوگ اپنا سب کچھ قربان کئے بیٹھے ہیں جو اس کی حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

دنیا خواب ہے آخرت بیداری:

طبیب حاذق وہی ہے جو روح کی شفا کے لئے شدائدِ دنیا کی تلخ دواؤں پر صبر کرے اور بقدرِ ضرورت دنیا سے حصہ لے، واللہ یہ دنیا ایک خواب ہے اور آخرت بیداری ہے، اس خواب و بیداری کے درمیان ما بہ الامتیاز چیز موت ہے۔

آخری نصیحت:

امیر المومنین! آخر میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو شاعر حکیم نے کہا ہے۔

فان تنجُ من ذی عظیمۃٍ
والاّ فانی لااخالک ناجیاً

(بظاہر دنیا سے نجات کی کوئی صورت نہیں ہے، اگر آپ کو اس سے نجات مل گئی تو ایک بہت بڑی مصیبت سے نجات ملی)

جب عمر بن عبدالعزیز کے پاس یہ خط پہونچا تو وہ بے اختیار رو دیئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ حسن کو جزائے خیر دے، وہ ہمیشہ ہمیں نیند سے بیدار کرتے رہتے ہیں، کیسے مہربان بزرگ اور کریم انسان ہیں، وعظ و نصیحت کا بہترین اُسلوب رکھتے۔ فصاحت و بلاغت سے دلوں کو موہ لیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

حکومتِ الٰہیّہ کا طرزِ سیاست

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نام امام عادل کی تشریح میں مکتوب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عمر بن عبدالعزیز جب ۹۹ھ میں تختِ خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں لکھا کہ سلطان اسلام اور امام عادل کے فرائض کیا ہیں۔ اس پر امت مسلمہ اور اسلام کی کون کون ذمہ داری ہے اور اسے کس قسم کا ہونا چاہئے۔

اس کے جواب میں امام حسن بصریؒ نے ذیل کا مفصل خط تحریر فرمایا۔ یہ خط ایک مسلمان بادشاہ کی زندگی کا لائحۂ عمل ہے، اسلامی سلطنت کا آئینہ دار ہے۔ وھو ہٰذا

امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے امام عادل کو ہر قسم کی کجی کے لئے استقامت، گمراہی کے لئے ہدایت، فساد کے لئے اصلاح، ضعیف کے لئے قوت، مظلوم کے لئے انصاف اور بے پناہ کے لئے پناہ بنایا ہے۔

گلہ بان کی مثال:

امیر المومنین! امام عادل کی مثال اس گلہ بان کی سی ہے جو اپنے ریوڑ کے لئے بہترین چراگاہ تلاش کرتا ہے۔ انھیں ہلاکت خیز چراگاہوں سے ہانک کر مامون

محفوظ چراگاہ میں لاتا ہے۔ درندوں سے ان کی نگہداشت کر کے پرورش کرتا ہے، سردی اور گرمی کی تکلیف سے ان کو بچاتا ہے۔

باپ کی مثال:

امیر المومنین! امام عادل مشفق باپ کی طرح ہے جو اولاد کے بچپن میں خود کما کر ان کی پرورش کرتا ہے۔ بڑے ہونے پر ان کو تعلیم و تربیت دیتا ہے، اپنی زندگی بھر ان کے لئے کماتا ہے اور مرنے کے بعد ان کے لئے خزانہ چھوڑ جاتا ہے۔

ماں کی مثال:

امیر المومنین! امام عادل رحم دل ماں کی طرح سے ہے جس نے تکلیف مشقت برداشت کر کے حمل کا بار اُٹھایا۔ کراہ و درد سے وضع حمل کیا۔ اپنے سینے کے خون سے اس کی پرورش کی۔ بچے کی بیداری سے اس کی نیند جاتی رہی، کبھی دودھ پلایا کبھی دودھ چھڑایا۔ اس کی تکلیف سے غمگین رہی، اس کی راحت سے خوش ہوئی۔ اگر بچے کو چین ہے تو اسے بھی سکون ہے اور اگر اسے بیقراری ہے تو اسے بھی قرار نہیں۔

امام عادل کے فرائض:

امیر المومنین! امام عادل یتیموں اور بیواؤں کا وصی اور نگہبان ہوتا ہے۔ غریبوں، مسکینوں اور مفلسوں کے لئے خزانہ ہوتا ہے۔ کمزوروں اور چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے اور بڑوں کی امداد کرتا ہے۔

امیر المومنین! امام عادل اصلاح امت میں دل ہے، جس کی خرابی سے امت کی خرابی ہوتی ہے اور جس کی اصلاح سے امت کی اصلاح ہوتی ہے۔ صلاحیت وفساد کا سرچشمہ یہی ہوتا ہے۔

خدااور بندوں کے درمیان:

امیر المومنین ! امام عادل بندوں اور خدا کے درمیان ایک واسطہ ہے جو اللہ کی بات سن کر دوسروں کو سناتا ہے، جو خدا کو دیکھ کر دوسروں کو دکھاتا ہے، جو خدا کی راہ پر چل کر دوسروں کو اس پر چلاتا ہے۔

بے راہ روی کی ایک مثال:

امیر المومنین ! خدا کی دی ہوئی سلطنت میں اس غلام کے مانند ہرگز نہ ہونا جس کے مالک نے اپنی امانت سونپ دی، اپنے اہل وعیال کا محافظ بنادیا۔ اس کے بعد غلام نے اپنے آقا کی امانت ضائع کردی۔ اس کے اہل وعیال کو پراگندہ کردیا اور اپنے آقا کا سب کچھ برباد کرکے اس کا خاندان تباہ کردیا۔

حدود اللہ:

امیر المومنین ! فواحش وخبائث کی روک تھام کے لئے، اللہ تعالیٰ نے قیود وحدود نازل فرمائی ہیں تاکہ بندے ان سے گزر کر شر وفساد کی گرم بازاری نہ کرسکیں۔ اب اگر ان قیود وحدود کا نگراں اور ان کا نافذ کرنیوالا خود ہی ان کی خلاف ورزی کرنے لگے تو پھر کیسے کام چل سکتا ہے۔ قصاص وخوں بہا میں خدا نے بندوں کے لئے زندگی رکھی ہے کہ قتل وغارت گری بند ہوجائے لیکن قصاص لینے والا حاکم وقت قتل کا ارتکاب کرے تو پھر اس کا انجام کیا ہوگا، اور نتائج کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟

آخرت سے بے پرواہ نہ ہونا چاہئے:

امیر المومنین ! موت اور اس کے بعد آنے والے وقت کو یاد کیجئے، جبکہ ہم نشیں نہ ہوں گے، وہاں کی ہر چیز بیگانی ہوگی اور اس کے بعد فزع اکبر کی ہولناکیاں

سامنے آئیں گی۔

تخت سلطنت:

امیر المومنین ! جس گھر میں آپ اس وقت قیام پذیر ہیں، آپ کا گھر نہیں ہے بلکہ آپ کے لئے اس کے علاوہ گھر (قبر) ہے جس میں آپ کا قیام طویل ہوگا۔ احباب نہ ہوں گے، آپ تنہا ہوں گے۔ اس دن کی تیاری کیجئے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے: **یوم یفر المرء من أخیه** (جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا)

ایک ایک حرکت پر سوال:

امیر المومنین، یاد کرو!

إذا بعثر مافی القبور وحصل مافی الصدور (العادیات،۹۔۱۰)

جو کچھ قبروں میں ہے ظاہر کردیا جائیگا، جو سینوں میں پوشیدہ ہے سامنے لایا جائیگا۔

اس وقت تمام راز ایک ایک کرکے آشکارا ہوجائیں گے اور یہ عالم ہوگا:

مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا

یعنی نامۂ اعمال تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو ایک ایک کرکے جمع کئے ہوئے ہوگا، انکار کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ (الکھف،۴۹)

اپنے اعمال کی اصلاح:

امیر المومنین ! موت سے پہلے امید واہل کے تمام علائق منقطع کرلینے کا موقع ہے، اس مہلت کو غنیمت سمجھئے۔

رعایا میں امن پروری:

امیر المومنین ! خدا کے بندوں کے معاملات میں ظلم وجہالت کا فیصلہ نہ کیجئے،

نہ انھیں ظالموں کی راہ پر لے چلئے اور نہ کمزوروں پر متکبرین وجبارین کو مساط کیجئے، کیونکہ ان کا حال یہ ہے:

لَا یَرْقُبُوْ فِیْکُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّۃً (التوبہ:۱۰)

وہ لوگ تمہاری دینداری اور عہد وپیان کا کوئی لحاظ نہ کریں گے۔

اگر خدانخواستہ آپ ایسا کردیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے اور ان کے دونوں کے گناہوں کا بوجھ آپ ہی کے سر ہوگا۔ آپ ایسے لوگوں کے دھوکے میں ہرگز نہ آیئے جو دنیا کی سرمستیوں میں غافل ہیں۔ یہ لوگ آپ کی اُخروی زندگی کو ختم کرکے اپنی دنیاوی زندگی کو تعمیر کررہے ہیں۔

فانی زندگی سراسر بے مایہ ہے:

آپ اپنی قوت وطاقت کا اندازہ آج کی شان وشوکت سے نہ لگایئے، بلکہ غور کیجئے کہ کل آپ کی طاقت کتنی ہوگی، جبکہ موت کے جال میں ہوں گے۔ ملائکہ، انبیاء اور مرسلین گرداگرد ہوں گے اور آپ خدائے قہار وجبار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ وعنت الوجوہ للحی القیوم (طٰہٰ۔۱۱۱)

تمام چہرے خدائے حی وقیوم کے سامنے مذلل ہوں گے۔

حقیقی اوصاف:

امیر المومنین! مجھے اعتراف ہے کہ میں وعظ ونصیحت میں ارباب دین ودانش کے مرتبے کو نہیں پہونچ سکتا، مگر اس کے باوجود میں نے آپ کو نصیحت کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی اور کوشش کی ہے کہ دین مبین کی سچی روشنی میں امام عادل کے اوصاف کو بیان کردوں۔

آخری نصیحت:

آپ میرے خط کو اس دوست کا خط سمجھئے جو آپ کا معالج ہے اور آپ ہی کی صحت کے لئے تلخ وناپسندیدہ دواؤں کو استعمال کراتا ہے کیونکہ اسے یقین ہے کہ آپ کی عافیت وعاقبت کے لئے یہی نسخہ مفید ہے۔

والسلام علیك یا امیر المومنین ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆☆

افادات حسن بصریؒ

ملفوظاتِ بصریؒ

متفرق مواعظ ونصائح

☆☆☆☆☆☆☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے کا شیطانی حیلہ:

ایک مرتبہ حسن بصریؒ نے مطرّف بن عبداللہ سے فرمایا:

''تمہارے دوست نہایت برے کام کر رہے ہیں''

مطرف نے کہا میں انھیں کیا نصیحت کروں، میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ کہتا ہوں اس پر میں خود عمل نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا:

تمہارا یہ عذر بیکار ہے۔ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو تمام باتوں پر عمل کرتا ہے۔ اسی حیلہ نے شیطان کو ہم پر کامیاب کر دیا ہے، نہ کوئی امر بالمعروف کرتا ہے اور نہ ہی نہی عن المنکر۔ سب یہی عذر پیش کرتے ہیں۔

طلسم دنیا کا طلسمی حصول:

ایک مرتبہ آپ نے ایک وجیہ اور خوش پوش آدمی کو دیکھا تو پوچھا، یہ کون آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ جادوگر ہے، بادشاہوں کو جادو دکھا دکھا کر ان میں مقبولیت حاصل کر رہا ہے، یہ سن کر آپ نے فرمایا:

''واقعی یہ شخص دنیا کو دنیا ہی جیسی چیز سے حاصل کر رہا ہے۔ طلسمِ دُنیا کو طلسم عمل سے خوب کما رہا ہے۔

زبان کی بندش ضروری ہے:

ایک آدمی زیادہ بیکار بول رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: بھتیجے اپنی زبان روکو، کیونکہ کہا گیا ہے کہ زبان سے زیادہ قید کرنے کے لائق کوئی چیز نہیں ہے۔

قیامت میں سب سے زیادہ نادم شخص:

سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن ندامت و پشیمانی سے کون شخص زیادہ چیخ و پکار کرے گا؟ فرمایا، وہ شخص جسے خدا نے زیادہ سے زیادہ نعمت عطا فرمائی اور اس نے خدا کی معصیت میں استعمال کیا۔

دن رات تمہارے مہمان ہیں:

فرمایا: ابن آدم! دن تمہارا مہمان ہے، اس کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ، تاکہ جاتے وقت تمہاری تعریف وتوصیف کرتا جائے۔ اگر اس کے ساتھ برائی سے پیش آؤ گے تو تمہیں ملامت کرتا ہوا واپس ہوگا، یہی معاملہ رات کا بھی ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ جب تمہارا ایک دن گزر جاتا ہے تو اس کی لپیٹ میں تمہاری زندگی کا ایک حصہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

قلب اور نفس پر زیادہ توجہ رکھو:

فرمایا: دل کو ہمیشہ وعظ ونصیحت سناتے رہو، کیونکہ وہ بات کو فوراً بھول جاتا ہے۔ نفس کو برابر روکتے رہو، کیونکہ وہ منہیات کی طرف بہت زیادہ لپکتا ہے۔

عبادت بغیر تقویٰ کے بے سود ہے:

فرمایا: اگر صحیح تقویٰ نہیں تو سب کچھ بے سود ہے۔ خواہ رات کو عبادت کرتے کرتے پشت خم ہی کیوں نہ ہو جائے، اور دن کو روزہ رکھتے رکھتے جسم بیمار ہی کیوں نہ

پڑ جائے۔

قومی غفلت کی مثال:

فرمایا: قوم پر تعجب ہوتا ہے کہ کہ جسے تیاری کا عام حکم ہو چکا، کوچ کا نقارہ بج چکا اور سب لوگ کھڑے ایک دوسرے کا منہ تک رہے ہیں۔ اے کاش کوئی بتا تا کہ یہ لوگ کس بات کا انتظار کررہے ہیں۔ (ملک شام سے دو پادری بصرہ آئے، جب انھوں نے حضرت حسن بصری کو دیکھا تو بولے کہ یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی کا آدمی معلوم ہوتا ہے، اس سے ملنا چاہئے، چنانچہ وہ دونوں پادری آپ سے ملنے گئے، اس وقت آپ ہاتھ اُٹھا کر یہی جملے فرمارہے تھے۔)

حُبِ دُنیا دل کو بے کار کر دیتی ہے:

فرمایا: جب دل میں دنیا کی محبت پوری طرح گھر کر لیتی ہے تو پھر اس میں وعظ ونصیحت کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ جس طرح بدن میں مرض کے جگہ پکڑ لینے کے بعد دوا بالکل بے سود ہوتی ہے۔

دنیا میں قابل تعجب چیز:

فرمایا: یہ بات تعجب کی نہیں ہے کہ کوئی کیونکر تباہ وبرباد ہوگیا، بلکہ قابل تعجب یہ ہے کہ کوئی کیسے نجات پا جاتا ہے۔

زندگی کا ابتدائی اور انتہائی حصہ بے اعتبار ہے:

ایک شخص کو سکرات میں مبتلا دیکھ کر فرمایا: اس شخص کی زندگی کا یہ آخری وقت بتا رہا ہے کہ گزشتہ زندگی بھی اس قابل نہیں کہ اس میں دلچسپی لی جائے، اس کی آخری گھڑی یہ بھی بتاتی ہے کہ ابتدائی زندگی میں اس وقت سے ڈرنا چاہئے۔ غرض انسانی زندگی کا کوئی حصہ قابل اعتبار نہیں ہے۔

خدا کے ساتھ حسن ظن کیلئے حسن عمل ضروری ہے:

فرمایا: مسلمانو! ان قوموں کا رویہ اختیار نہ کرو جو آرزوؤں کی دنیا میں رہتے ہوئے مرگئیں، اور جب دنیا سے چلیں تو ان کے پاس کوئی نیکی نہ رہی۔ ان کے افراد دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اپنے خدا سے اچھی امید رکھتے ہیں، حالانکہ یہ غلط تھا اگر واقعی خدا کے ساتھ انھیں حسن ظن ہوتا تو وہ راہِ مستقیم پر گامزن ہوتے اور نیک عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وذٰلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم، یہ تمہارے اس گمان کا نتیجہ ہے جو تمہیں اپنے رب کے ساتھ تھا۔

مردوں سے زندوں کو اثر لینا چاہئے:

فرمایا: جب کوئی شخص قبرستان سے گزرے تو مردوں کی حالت پر غور کرے کہ ان کی آنکھیں رُخساروں پر بہہ گئی ہیں، ان کی زبانوں کو مٹی کھا گئی ہے اور ان کے دانت زمین میں گر گئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنی زندگی میں بلاغت وفصاحت کے زور سے لوگوں کو زیر کیا کرتے تھے۔

ہمارے استغفار کی حقیقت:

فرمایا: جس طرح گناہ کے لئے استغفار ضروری ہے، اسی طرح ہمارے استغفار کے لئے استغفار ضروری ہوگیا ہے۔

دنیا کیلئے پُل کی مثال:

فرمایا: دنیا کو ایک پل سمجھ کر اس سے گزر جاؤ۔ اسے آباد نہ کرو۔

حد سے زیادہ محبت کا نتیجہ:

فرمایا: جب کسی چیز کی محبت حد سے گزر جاتی ہے تو آدمی اس کیلئے برے کام

کرنے لگتا ہے، اور جب اس قسم کی حرکت پر اتر آتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے۔

مومن کے اخلاق کے مظاہر:

فرمایا: مومن کی بلند اخلاقی کے مظاہر یہ ہیں۔ دینی حالات میں استحکام۔ علوم میں دلچسپی، فقر وفاقہ میں صبر وقناعت، تنگی میں بلند ہمتی، راہ حق میں قربانی، روزی میں کسب حلال، یقین میں استقامت، مسائل دینیہ میں غور وخوض۔

چغل خور سے مطمئن نہ ہو:

جس شخص کی عادت یہ ہو کہ لوگوں کی باتیں تم سے بیان کرتا ہے تو یقین جانو کہ تمہاری باتیں بھی دوسرے لوگوں سے جا کر کہتا ہوگا۔ لہٰذا ایسے لگائی بجھائی کرنے والے سے ہمیشہ بچتے رہو۔

بہترین صبر کیا ہے؟

فرمایا: صبر دو قسم کا ہوتا ہے، ایک تکالیف ومصائب پر صبر کرنا، دوسرے گناہ و معصیت سے بچنے کیلئے صبر کرنا، صبر کی یہ دوسری قسم اختیار کرنے والا بہترین صابر ہے۔

ایسی مجلس اختیار کرو جو تمہیں خوف دلا کر آخرت کے نتائج سے مطمئن کردے:

ایک شخص نے سوال کیا ابو سعید! ہم ایسے حضرات کی مجلس وعظ کے متعلق کیا کریں جو ہمیں آخرت اور خدا سے اس قدر خوف زدہ کر دیتے ہیں کہ مارے دہشت کے ہمارے دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"خدا کی قسم ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو تمہیں ڈرا ڈرا کر امن واطمینان

بخش دیں ان لوگوں کی صحبت سے بہتر ہے جو تمہیں نڈر بنا کر طرح طرح کے خطرات کا سزاوار بنا دیں۔"

ظاہری ٹھاٹھ سے دل کی سیاہی ختم نہیں ہوتی:

گناہ کرنے والے خواہ کتنے ہی شان وشوکت کے ساتھ عمدہ عمدہ گھوڑوں کی سواری کریں اور ان کی ٹاپ سے کروفر کا اعلان ہو مگر معصیت خداوندی کی ذلت ورسوائی ان کے دلوں سے دور نہیں ہو سکتی۔

خدا کی نظر سے گر جانا معاصی کی جڑ ہے:

جب بندے خدا کی نگاہ سے گر جاتے ہیں تو اس کی نافرمانی کرتے ہیں اگر یہ لوگ خدا کے نزدیک معزز ہوتے تو معصیت جیسا ذلیل کام نہ کرتے۔

مومن اور منافق کی زندگی میں فرق؛

مومن ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہتا اور منافق بے خوف زندگی گزارتا ہے۔

خدا کی شانِ بے نیازی:

ایک آدمی نے آپ سے پوچھا آپ اکثر کیوں روتے رہتے ہیں؟ فرمایا:
"میں ڈرتا ہوں کہ کہیں خدا مجھے جہنم میں ڈال کر لاپرواہ نہ ہو جائے، اس کی شان بے نیازی میں کس کی مجال ہے کہ دم مارے۔"

عینہ کی تجارت قومی عذاب ہے:

فرمایا: خدا کی قسم عینہ لوگوں پر خدا کا ایک عذاب ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ سود سے بچنے کے لئے اس طرح حیلہ کیا جائے کہ کوئی چیز کسی کے ہاتھ مقررہ قیمت پر معین مدت کے لئے فروخت کر دی جائے، پھر مدت گزرنے پر قیمت کم کر کے خود ہی

خرید لی جائے۔ یہ تجارت یہودیوں میں رائج تھی۔

دل پر مہر:

فرمایا: گناہ کرتے کرتے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ دل کی اسی کور چشمی کو اللہ نے ''رین'' کہا ہے، بمعنی زنگ۔

آسان علاج:

فرمایا: گناہ کے بعد توبہ کے علاج سے آسان یہی ہے کہ آدمی سرے سے گناہ ہی نہ کرے۔

خدا کا ڈر یا مخلوق کا؟

فرمایا: جو صرف اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس سے ڈراتے ہیں، اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا، اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے ڈراتے ہیں۔

آدمی کی سرکشی کا علاج:

فرمایا: اگر مرض، فقر، اور موت یہ تین چیزیں نہ ہوتیں تو آدمی کا سر کبھی نیچا نہ ہوتا۔ ابن آدم بڑا سرکش ہے۔

مومن کے اخلاق میں دورنگی نہیں ہے:

فرمایا: مومن کی سیرت اور اس کی زندگی زمان ومکان کے تغیر وتبدل سے نہیں بدل سکتی، وہ جب اور جہاں ملے گا اسی اخلاق اور خوش روئی سے ملے گا، البتہ منافق کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہمیشہ اور ہر مجلس میں بدلتا رہتا ہے تاکہ ہر طبقہ سے کچھ نہ کچھ اینٹھتا رہے۔

مومن کی زندگی کا ہر پہلو اس کا گواہ ہے:

فرمایا: مومن کا فعل اس کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کا ظاہر اس کے باطن کا گواہ ہے، اور اس کی عدم موجودگی حاضری کی آئینہ دار ہے۔ مومن کی زندگی ہر قسم کی دورنگیوں سے پاک ہوتی ہے۔

صداقت پر استقامت:

فرمایا: سچائی ایک تلخ حقیقت ہے، جسے وہی شخص برداشت کرسکتا ہے جو اس کے حسن انجام سے واقف ہوتا ہے۔

ابن آدم کی عافیت ومصیبت کے اسباب:

انسان اس وقت تک بعافیت رہے گا جب تک اس کا نفس ناصح ہو، اس کی فکر کا مرکز عمل ہو، اس کی شان یادِ خداوندی ہو اور محاسبہ اس کی ہمت ہو اور جب تک کہ ہر کام سے غفلت برتتا رہے گا آرزو میں غرق رہے گا، اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑا رہے گا۔ اس وقت تک چین نہیں پاسکتا۔

اطاعت شعاری میں بکری کی مثال:

فرمایا: کم از کم چرواہے کی وہ بکری عقل میں تم سے نہ بڑھے جو اپنے مالک کی آواز پر چلتی ہے اور اس کے اشاروں پر حرکت کرتی رہتی ہے۔

کامیابی کا حقیقی راز:

فرمایا: تم اپنے مطلوب کو اسی صورت میں حاصل کرسکتے ہو جبکہ اس کی دھن میں اپنی شہوت کو چھوڑ دو، حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کی تمنا کرتے ہو نامناسب حالات پر صبر کرنے ہی سے اسے پاسکتے ہو۔

جہادِ اکبر:

فرمایا: جہاد کا اعلیٰ مقام اپنے دشمن یعنی نفس امارہ سے جہاد کرنا ہے۔

جیسا علم کا مقصد ہوگا ویسی ہی کامیابی ہوگی:

فرمایا: جو شخص علم دین کو خدا کی مرضی کے لئے حاصل کرے گا، وہ انشاء اللہ اپنی تمنا کو پاجائے گا، اور جو شخص اس سے دنیا چاہے گا تو واللہ اس علم سے اس کے لئے یہی حصہ ہوگا۔

عالم دین کے اصلی اوصاف:

عمران منقری سے مروی ہے کہ امام حسن بصری نے ایک روز اثناءِ درس میں مجھ سے ایک بات کہی، میں نے کہا ابو سعید! فقہاء تو اس طرح نہیں کہتے، فرمایا: افسوس تم فقیہ کے اوصاف ابتک نہیں جان سکے۔ فقیہ وہ ہے جو دنیا سے بے نیاز اور آخرت کا دلدادہ ہو۔ دینی امور میں پوری بصیرت رکھتا ہو، اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگا رہتا ہو۔

قلبی اور زبانی علم:

فرمایا: علم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک علم تو قلب میں ہوتا ہے، یہی نفع بخش ہے۔ دوسرا علم صرف زبان پر ہوتا ہے، یہ ابن آدم پر اللہ کی حجت ہوتا ہے۔

علم زندگی کے ہر شعبے پر اثر انداز ہوتا ہے:

فرمایا: اب سے پہلے کوئی شخص علم حاصل کرتا تھا تو اس کی آنکھ، زبان، قلب، ہاتھ، رُجحان اور خواہش، غرض کہ ہر حرکت میں علم کا اثر صاف نظر آتا تھا۔

علم کی آفت:

فرمایا: علم کے لئے سب سے زیادہ مہلک چیز نسیان ہے۔

عالم دین بہر حال عابد سے افضل ہے:

فرمایا: عالم دین، عبادت گزار سے افضل ہے، کیونکہ وہ اللہ کی حکمت پھیلاتا ہے تاکہ لوگ قبول یا رد کردیں۔ پھر وہ اس ابلاغ حق پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔

صرف معلومات جمع کر لینا علم نہیں ہے:

فرمایا: ایسے لوگوں سے نہ ملو جو علوم میں تو حکماء وفلاسفہ اور عقلاء کے کلمات ونظریات کو جمع کرتے ہیں مگر صداقت وحقانیت کے معاملے میں کمینوں اور بے وقوفوں کی چال چلتے ہیں۔

جاہل عابد اور فاسق عالم:

فرمایا؛ جاہل عبادت گزاروں اور فاسق عالموں سے بچتے رہو کیونکہ عقیدت مند لوگوں کے لئے یہ دونوں سراسر فتنہ ہیں۔

علمی مجالس کی برتری:

فرمایا: تمام کائنات سراسر ظلمت ہے، صرف علمائے دین کی مجلسیں منور ہیں۔

صرف شہرت کے لئے علم حاصل نہ کرو:

فرمایا: تم میں سے کسی کا اتنا ہی حصہ علم سے نہ ہونا چاہئے کہ "عالم" کے لقب سے دنیا میں مشہور ہو جائے۔

علم کی کمی کا سبب:

فرمایا: اگر نسیان نہ ہوتا تو دنیا میں علم بہت زیادہ ہوتا۔

قیامت میں کن لوگوں کو زیادہ ندامت ہوگی؟

فرمایا: قیامت کے دن دو شخصوں کو بڑی حسرت وندامت ہوگی، ایک وہ شخص جو اپنا مال غیر کی میزان میں دیکھے گا کہ وہ شخص اس سے کامیاب ہو رہا ہے، اور یہ ناکام ہو رہا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے علم کو غیر کی میزان میں دیکھے گا کہ وہ شخص اس سے کامیاب ہو رہا ہے، اور وہ خود ناکام ہو رہا ہے۔

اسلامی شعائر سے بیزاری کی انتہا:

فرمایا: آج تم لوگ اسلام اور ایمان کی نشانیوں سے اس قدر دور ہو گئے ہو کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تمہاری مجلسوں میں آ جائیں تو سوائے قبلہ کے تمہاری کوئی چیز بھی نہ پہچان سکیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆